قیمت چار روپے آٹھ آنے سالانہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

اشاعت اسلام

اردو ترجمہ

اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ انگلستان

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

جلد (۸) بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۲ء نمبر (۹)

فہرست مضامین

۱۔ شذرات۔ نامہ ووکنگ ... ۳۸۵
۲۔ دنیا پر اسلام کا احسان ... ۳۸۷
۳۔ علمی تعلیم کون دیتا ہے ... ۳۸۸
۴۔ کلیسیا میں کیا خرابی ہے ... ۳۸۹
۵۔ ہماری نسبت وہ کیا خیال کرتے ہیں ۳۹۰
۶۔ صحیح انجیل کہاں ہے؟ ۳۹۳
۷۔ اور خونریزیاں ... ۳۹۶
۸۔ بیاض صوفی } از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام ۳۹۹
۹۔ اتفاق بین المسلمین اور اشاعت اسلام } از مولوی ہمایت نگون ۴۰۶
۱۰۔ خطبہ عید الفطر۔ مذہب اور سائنس میں مطابقت } از حضرت خواجہ صاحب ۴۲۲
۱۱۔ عید الفطر از قلم مسٹر روڈالف پکتھال ۴۲۷

درخواست اشتہار و خریداری بنام منیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

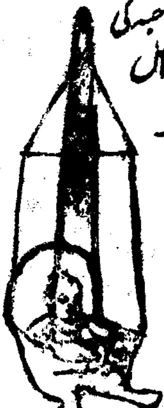

جھوجھو کیہ دار جھولا

یہ عجیب و غریب جھولا لیڈی ہمپسفورڈ صاحبہ کی زچہ اور بچہ کی نمائش میں خاص وقعت حاصل کر چکا ہے ماہرین پرورش اطفال معزز لیڈی ڈاکٹر صاحبہ نے کئی جھولے خود خریدے اور بمبئی اور کلکتہ کی زچہ اور بچہ کی نمائشوں میں نمائش مذکور کی طرف سے اس کی توسیع اشاعت کی گئی۔

خوبیاں بچہ کتنا ہی اچھلے کودے گر نہیں سکتا نہ رسی پکڑنے کی ضرورت نہ کسی کی نگرانی کی حاجت۔ ہاتھ پاؤں ہلا کر قدرتی ورزش کرتا رہتا ہے جو بات ماں اور دایہ کی گود میں بھی میسر نہیں ہو سکتی بچہ آگ۔ پانی بیل بیٹی۔ گرم و سرد ہوا سے محفوظ رہتا ہے گھنٹوں خوش رہتا ہے بچہ خوش۔ محفوظ اور آرام سے دیکھ کر ماں کو اطمینان فرحت اور اور کاموں کی فرصت ملتی ہے۔ چھوٹا بڑا ہر عمر کا بچہ جھول سکتا ہے تہہ ہو کر بستر میں لپٹ سکتا ہے۔ ہر جگہ آسانی سے لٹکایا جا سکتا ہے وزن صرف تین پاؤ۔

(۱) ڈاکٹر کلف صاحب نے آپ کا جھوجھو میرے بچہ کے واسطے تجویز کیا ہے۔ از الف باڈی کاٹ صاحب از مسوری (۲) میرے فیملی ڈاکٹر نے جھوجھو بچہ کے واسطے تجویز کیا ہے از جناب رادھے رام صاحب بہار گو ہیڈ کلرک دفتر انجینیر جھانسی (۳) جھوجھو بہت پسند آیا نہایت مفید چیز ہے۔ ہر گھر میں ہونا چاہیے۔ از جناب سید اصغر یوسف صاحب بیرسٹر ایم۔ آر۔ اے۔ اس لندن۔ از گیا۔ (۴) میں نہایت خوشی سے جھوجھو کے مفید ہونے کی قدر کرتا ہوں دو اور بھیج دیجئے۔ جناب ڈاکٹر کیٹی ڈی بھوشن صاحب آئی۔ ایم۔ اس کروڑ یہ اسپرل اس (۵) ملک کے اس حصہ میں بہت حضرات آپ کے جھوجھو کو پسند کرتے اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک اور بھیج دیجئے۔ از جناب ڈی اس سالگرام صاحب ٹیکنیکل ٹکنولاجیٹ ٹوکیو جاپان۔ ایم۔ اس۔ سی۔ آئی لندن۔ ڈائرکٹر ادوات انڈسٹریز۔ رادھا نگری۔ کولاپور ریاست (۶) بچہ آرام سے جھوجھو میں جھولتا رہتا ہے اور میں بہت سے کام کر لیتی ہوں مسز ای۔ ڈاس ناسک (۷) میں نے جھوجھو کو نہایت مفید اور آرام دہ پایا۔ واقعی یہ بچوں کے لئے نہایت کام اور آرام کی چیز ہے از جناب نواب میر سعادت علی خاں صاحب جاگیردار دودھیال۔ حیدر آباد دکن (۸) جھوجھو منگایا تھا پہنچتے ہی چھن گیا۔ ایک اور جلد بھیج دیجئے۔ از جناب موہن لال باہری صاحب لوہرالا۔ (۹) آپ کا جھوجھو دن بدن ہم کو مفید اور کارآمد ثابت ہوتا جاتا ہے۔ از جناب وی اکرشن صاحب بی۔ اے ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم کوٹہ۔

ہندوستان کے ہر گوشہ اور طبقہ کے خریداران کے کثیر التعداد اسناد میں سے چیدہ چیدہ اسناد فہرست میں بھی درج ہیں جو جھوجھو کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوگی

آپ آج ہی بشرط پسند وی پی منگائیں

قیمت قسم اعلیٰ ۶ روپے۔ قسم اوسط ۳ روپے ۱۲ آنے محصول وغیرہ ۱۲ آنے

نوٹ۔ قسم اعلیٰ چند معزز خریداران کی خاص فرمائش سے حال ہی میں تیار ہونا شروع ہوا ہے

پتہ۔ کے اینڈ کینر کمپنی ۲۲ فیض بازار دہلی

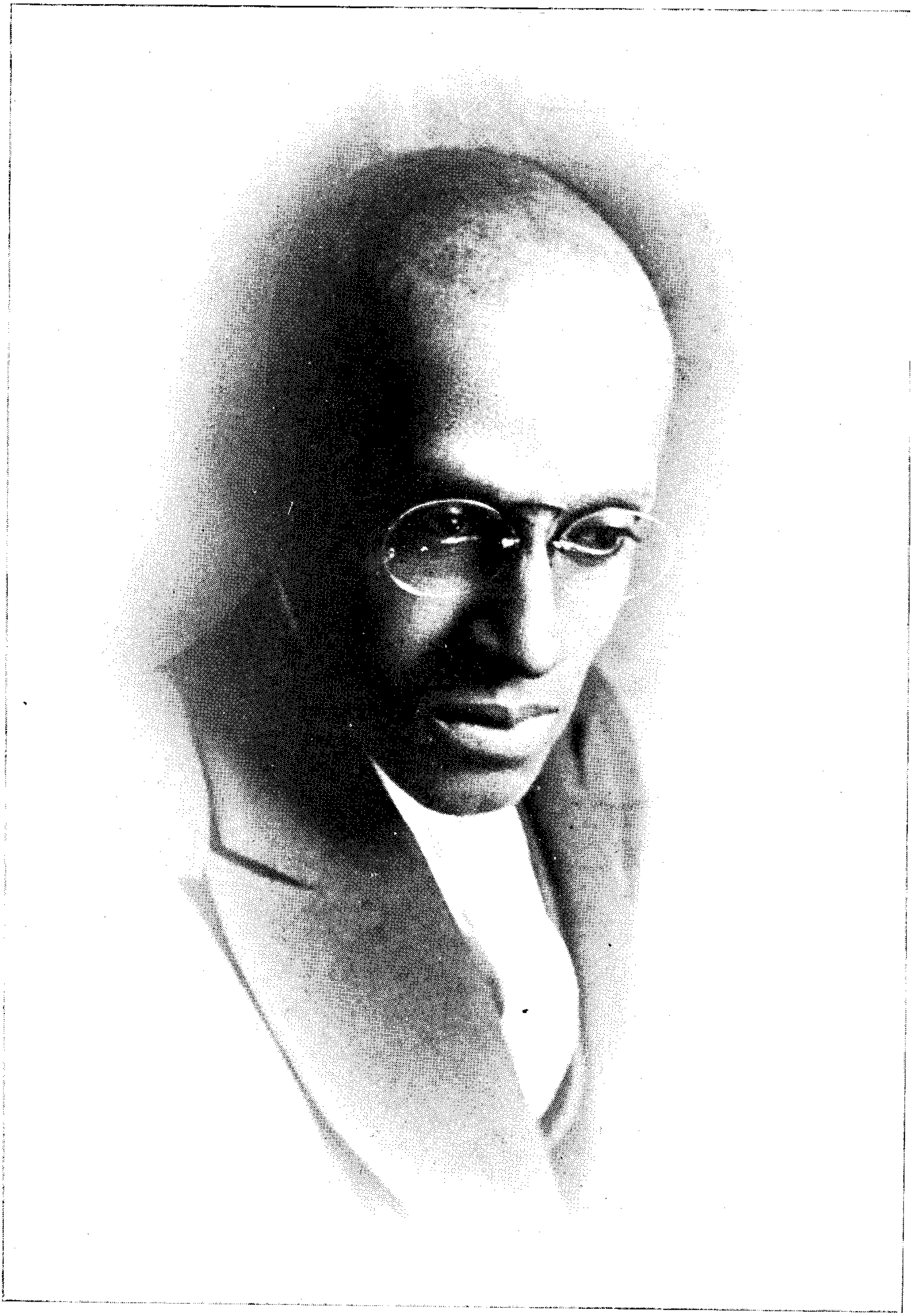

NOBLE SALAH-UD-DIN A. BOARD, JR.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۲ء
جلد ۸ نمبر ۹

شذرات

نامۂ ووکنگ

برادران فی الاسلام - السلام علیکم - اتوار کے لکچروں اور جمعہ کے خطبات میں بہت سے تعلیمیافتہ اور سمجھدار لوگ جمع ہو جاتے ہیں - لندن پریسٹ ہوس میں خاص طور پر اتوار کے دن ایک بڑا مجمع ہوتا ہے - حق کے متلاشی جو مختلف مذاہب اور فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں - اپنے سوال اور شبہات پیش کر کے تعلیمات اسلامی سے تسلی حاصل کرتے ہیں - لیکچر کے اختتام پر سوال و جواب کا ایک دلچسپ سلسلہ شروع ہوتا ہے - ہر اتوار کی شام کے تین گھنٹے اس طرح تبادلۂ خیالات میں گزرتے ہیں - ہمارے امام خواجہ کمال الدین صاحب آجکل یورپ کا دورہ کر رہے ہیں - تاکہ وہاں کے حالات کا صحیح علم حاصل کر کے ان ممالک میں اشاعت کی تدابیر سوچی جائیں - آپ فرانس سے ہو کر اب جرمنی آگئے ہیں جہاں جرمن آبادی کے اس حصہ کو جو انگریزی زبان سمجھ سکتے ہیں

مخاطب کرینگے۔ اسکے بعد آپ آسٹریا تشریف لے جائینگے اور عید الضحی سے پہلے ووکنگ واپس آجائیں گے۔ جرمن مشن کے مبلغ کا پاسپورٹ جرمن قونصل مقیم لندن سے حاصل کرنے کی کوشش کی گئی لیکن اس نے پاسپورٹ نہیں دیا۔ اب برلن سے پاسپورٹ لینے کی کوشش ہو رہی ہے۔ امید ہے کہ جرمنی میں عنقریب کام شروع ہو جائیگا۔ اس کے علاوہ امریکہ میں بھی ہمارا مشن کھلنے والا ہے جسکے لئے ایک مبلغ تیار ہے۔ جو انشاء اللہ آئندہ ماہ میں روانہ ہو جائینگے۔ کلیسیا کے پادریوں کو ہر جگہ ایک ہی طبیعت کا پاؤ گے۔ اس سرزمین میں جہاں اپنے خیالات اور عقائد کو بیان کرنے کی مکمل آزادی ہے۔ کلیسیا کے پادری اپنی تنگدلی کا اظہار اور نیش زنی کرنے سے نہیں چوکتے۔ ہماری تحریک کو اس نے ہمیشہ خطرے کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ اور ہمارے راستہ میں مشکلات پیدا کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔

سچ باوجود مشکلات اور مخالفت کے ظاہر ہو کر رہیگا۔ انگلستان کا مذہبی احساس اسلام سے متاثر ہو رہا ہے۔ زمانہ دراز کی غلط فہمیوں کی جگہ اسلام کے عقائد اور نبی کریم صلعم کیلئے عزت کے جذبات پیدا ہو رہے ہیں۔ ذیل کے اصحاب مشرف بہ اسلام ہوئے:۔

جی رٹلینڈ کلیپ ہیم	عبد الحفیظ
پی۔ جے گافنی	عبد الغفار
ای۔ فوسٹ	فقیر اللہ

مفت تقسیم لٹریچر کیلئے جو اپیل ہم نے شائع کی تھی اس کا جواب نہایت فراخدلی سے دیا گیا ہے۔ اس کار خیر میں جن برادران نے حصہ لیا ہے۔ ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں۔ کہ تمام مسلم برادران اس فنڈ کو تقویت پہنچائیں گے۔

خواجہ نذیر احمد مینجر

دنیا پر اسلام کا احسان

مشرق قریب یا یوں کہئے کہ اسلام سے ہی وہ تمام علمی تحریکات پیدا ہوئیں جن کے ذریعہ دنیا زمانہ وسطی کی ظلم و جہالت سے آزاد ہوئی۔ جب یورپ ابھی توہم پرستی اور تعصب کے گڑھے میں پڑا تھا۔ سائنس اور علم ادب میں ترقی ہوئی۔ فلسفہ کا مطالعہ شروع ہوا۔ اور یونانی تصانیف کے تراجم کیئے گئے۔ فن تعمیر کو درجۂ کمال تک پہنچایا گیا جس کا ثبوت آج ہسپانیہ میں موروں کی مساجد اور محلات میں ملتا ہے۔ یہ پرانے زمانہ کی یادگاریں صدیوں کے بعد بھی آج اپنی خوبصورتی کے سبب دیکھنے والے سے خراج تحسین حاصل کرتی ہیں۔ ہسپانیہ میں یہ مثل مشہور ہے "اگر تو نے غرناطہ نہیں دیکھا تو کچھ نہیں دیکھا"۔ قرطبہ۔ سیوائل اور دیگر شہروں میں عربوں نے نہریں کھودیں۔ فلسفہ۔ علم ہیئت۔ زباندانی۔ طب اور علم طبیعات دیگر علوم یہاں مرد اور عورتوں کو یکساں پڑھائے جاتے تھے۔ بہت زمانہ نہیں گزرا کہ یورپ میں عورتوں کو اعلےٰ تعلیم حاصل کرنا بہت مشکل تھا۔ بغداد اور دمشق کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بہت سی عورتیں لیکچر دیا کرتی تھیں۔ ہسپانیہ میں زراعت کو بہت ترقی ہوئی۔ اور کاغذ بنانے کی ایجاد موروں نے ہی کی۔ جس سے دنیا میں علوم و فنون کو اور بھی فروغ حاصل ہؤا۔ یورپ کا فلسفہ اور سائنس اسلام کے ہی مرہون احسان ہیں۔ کیونکہ کلیسیا اور پاپائے رُوم نے علم کو خداوند تعالیٰ کے خلاف بتایا عورتوں سے حسن سلوک اور حفظ صحت کے قوانین اسلام کے ذریعہ ہی سوسائٹی میں رائج ہوئے۔ مغرب کی عادات اور اطوار اس وقت نہایت ہی وحشیانہ تھے۔ بلکہ الرشید کے زمانہ میں علوم و فنون کی ترقی اور جو فضلا اسکے دربار کی زینت تھے۔ یہ سب اسلام ہی کا اثر تھا۔ رُوسی کروشینز کی پوشیدہ جماعت کا بانی روسکر بیان کرتا ہے۔ وہ سائپرس کے راستہ دمشق پہنچا اور مختلف علوم کی تحصیل کرتا رہا۔ اسکے بعد وہ مصر گیا

اور پھر فیض میں جاکر اپنی تعلیم کو تکمیل تک پہنچایا۔ اس طرح چند سال تک وہ اسلامی ممالک میں ہی پھرتا رہا۔ ہسپانیہ میں آکر اس نے وہاں کے علماء کی غلطیوں کو دور کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اسکی کب سننے تھے۔ وہ فرانس گیا لیکن وہاں بھی اس سے وہی سلوک ہوا۔ آخر اس نے جرمنی میں پہنچکر ایک کالج کی بنیاد رکھی۔ انگلستان میں یہ زمانہ ایک خاص علمی ترقی کا تھا۔ اس زمانہ میں بہت سے علمی مشاہیر پیدا ہوئے جن کے ذریعہ سائنس اور دیگر علوم کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ فرانسس بیکن بشپ ولکنز ایڈمنڈ سپنسر جو اس زمانہ کے مشہور و معروف لوگوں میں سے تھے۔ رائل سوسائٹی کی بنیاد بھی اسی زمانہ میں رکھی گئی۔ جسے پہلے روسی کروشینز سوسائٹی کہا جاتا تھا اور بعض اس کا تعلق فری میسنری سوسائٹی سے بیان کرتے ہیں۔ کوئی شخص سوال کر سکتا ہے کہ مشرق کو ہی تمام علوم جدیدہ کا سرچشمہ کیوں ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس وقت مشرق میں سچا مذہب رائج تھا۔ اور خداوند تعالیٰ کی پرستش صرف یہیں ہوتی تھی یہاں توہم پرستی اور دیگر قبیح رسومات کا نام ونشان تک نہ تھا۔ عرب کی مقدس سرزمین دنیا سے ہمیشہ الگ رہی ہے اور دیرینہ روایات یہاں اپنی اصلیت میں محفوظ ہیں۔ اسی زمین سے ایک حق کا علمبردار پیدا ہوا جس کیلئے دنیا چشم براہ تھی۔

علمی تعلیم کون دیتا ہے

کیمبرج کے ششماہی جلسہ میں مسٹر انڈریو کلن نے کہا۔ اگر جنیوا کانفرنس کا افتتاح خطبہ کوسی ہوتا اور اسکی پالیسی اسی پر مبنی ہوتی تو سب تکالیف کا خاتمہ ہو جاتا اور دیگر کانفرنسوں کی ضرورت بھی نہ پڑتی مسٹر انڈریو نے جمہوریت کیلئے اخوت کی ضرورت کو بیان کیا جس کی عدم موجودگی میں موجودہ مسائل کا حل نہیں ہو سکتا۔ اور کہا کہ میں بھی اور ہزاروں مرد اور عورتوں کی طرح ہوں جو کسی چرچ سے تعلق نہیں رکھتے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ کلیسیا کے پاس ان کے لئے کوئی پیغام نہیں۔ دوسری تقریر میں مسز ایم جو سیلائن

نے کہا ہمیں کہا جاتا ہے کہ لوگ مذہب کی چنداں پرواہ نہیں کرتے لیکن میرا اس پر ایمان نہیں۔ لوگ تو صرف اس مذہب سے متنفر ہیں جو انہیں دیا جاتا ہے ہمیں ایک خیالی مذہب کی حاجت نہیں جو آمیزشوں اور کدورتوں سے پر ہے۔ مندرجہ بالا خیالات اپنی ترجمانی خود کر رہے ہیں عیسائیت کو لوگ خلاف عقل سمجھتے ہیں۔ اسلئے یہ مذہب ہے جو ادراک کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ اور اپنی تعلیمات میں عملی رنگ لئے ہوئے ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن یرجوا اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیرا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک سپاہی مقنن سیاست دان اور ایک انسان کی خانگی زندگی کے لئے نہایت اعلےٰ نمونہ ہے۔ آپ نے نہ صرف ایک عمدہ تعلیم ہی دی ہے۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کی مثال قابل تقلید ہے +

کلیسا میں کیا خرابی ہے

آجکل کلیسا میں مذہب کے صحیح اظہار کیلئے کوشش ہو رہی ہے۔ ایک سچے مذہب کی یہ نشانی ہے کہ وہ تفرقہ سے پاک ہو۔ حضرت مسیح بھی مذہب میں یگانگت کی تعلیم دیتے رہے لیکن موجودہ اور گذشتہ واقعات نفاق ہی کا پتہ دیتے ہیں جس سے مذہب میں بہت سی تبدیلیاں پیدا ہو گئیں۔ کیا ایسا مذہب اور کلیسیا عالمگیر ہونے کا دعوےٰ کر سکتا ہے +

کلیسیا نے الفاظ کی پرستش شروع کر دی ہے اور مسیحی تعلیم کی روح کو نظر انداز کر دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا " اور انہیں یہ تعلیم دو کہ ان سب باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تم کو حکم دیا ہے۔ اور دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں + (متی باب ۲۸۔ آیت ۲۰)

اس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین

نہ کرنا (متی باب ۱۲ آیت ۲۳)

ہماری نسبت وہ کیا خیال کرتے ہیں؟

ٹائمز کے نزدیک مسلم دنیا کی بیداری سے جو خطرہ فرانس اور انگلینڈ کو پیدا ہو گیا ہے وہ ان دونوں کے اتحاد کو چاہتا ہے۔ اس کے متعلق وہ ۱۹ جون کی اشاعت میں یوں رقمطراز ہے "فرانس اور ہم اب ہمیشہ کیلئے متحد ہو گئے ہیں۔ آیندہ جو واقعات رونما ہوں ان میں یہ اتحاد قائم رہنا چاہئے۔ یورپ اور دیگر ممالک میں بہت سے اہم سوال ہیں جن کا حل اسی اتحاد کے قائم رہنے سے ہو سکتا ہے۔ مختلف ممالک کے مطالبات اور خواہشات کو پورا کرنے کی کئی راہیں نکل سکتی ہیں۔ یورپ کو از سر نو تعمیر کرنے کا خیال باطل ہو جائیگا۔ اگر انگلستان اور فرانس متفق نہ ہوں مغرب سے اثر پذیر ہو کر دنیائے اسلام میں جو بیداری پیدا ہو رہی ہے وہ بدامنی میں تبدیل ہو جائیگی۔ اگر فرانس اور انگلستان اپنی تہذیب سے اس پر اثر نہ ڈالیں میدان جنگ میں جو فتح حاصل ہوئی ہے۔ اس نے بہت سے ایسے سوال پیدا کر دیئے ہیں جو تمام دنیا کیلئے نہایت درجہ کی اہمیت رکھتے ہیں۔ اگر فرانس اور انگلستان جدا ہو جائیں تو جو مفاد حاصل ہوئے ہیں وہ سب برباد ہو جاتے ہیں۔

اسلام اور برطانیہ۔ یہ موقع ہے کہ ہم مشرق وسطیٰ کے حالات پر غور کریں۔ ابھی تک بہت سے انگریز پائے جاتے ہیں جن کا خیال ہے کہ ترک عرب ایرانی اور دیگر مشرقی اقوام ہمیں نہایت پسندیدہ نگاہ سے دیکھتی ہیں اور ہمارے طرز حکومت کی خواہاں ہیں۔ لیکن اس خیال کے انگریز حقیقت سے آگاہ نہیں۔ ہماری طرف سے کیا ہوا ہے۔ اور خصوصاً اسلام ہم سے کیوں ناراض ہے۔ اگر ہم دیانتداری برتنا نہیں چاہتے تو ان سوالات کی تحقیق بے سود ہے۔ اگر ہم یہ کہ کر اپنی تربیت

کرنا چاہتے ہیں کہ مشرق کو غلط فہمی ہوئی ہے اور وہ ہمارے دشمنوں کے ورغلانے میں آگیا ہے تو یہ محض تضیع اوقات ہے۔ کیونکہ کوئی شخص اسے قبول نہیں کریگا۔ ہمیں بیانات اور طرز عمل کی طرف غور کرنا چاہیئے۔ سب سے ضروری امر یہ ہے کہ عوام اس پالیسی سے آگاہ ہو جائیں جو برطانیہ کی طرف سے ظہور میں آئی ہے اس طرح ہم سمجھ لیں گے کہ برطانیہ کو کیوں ناپسندیدہ اور شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی ان غلطیوں کا علم بھی ہونا چاہیئے جن سے ہم نے امن کو معرض خطر میں ڈال دیا ہے۔ ان امور کے متعلق علم حاصل کرنے کے بعد شاید ہم پھر دلوں میں اپنی عزت قائم کر سکیں۔ ہم نے اپنے تمام اتحادیوں سے دل کھول کر وعدے کئے۔ گو ان وعید کا ایفا ہرگز ممکن نہ تھا۔ سرزمین عرب میں ہم نے یہودیوں کے قومی وطن بنانے کا وعدہ دیا۔ شاہ حسین اور امیر فیصل سے ہمنے عہد کئے یونانیوں اور ارمنوں کو اناطولیہ کے لئے امیدیں دلائیں۔ اسی دوران میں ایک بلند اخلاقی پروپیگنڈا جو قومی عزت اور بنی نوع انسان کی حمایت پر مبنی تھا ہم نے اپنے دشمنوں کو متزلزل کر دیا۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ اسی پروپیگنڈا کی بدولت ہمیں ۱۹۱۸ء میں ہر طرف فتح کا منہ دیکھنا نصیب ہوا۔ اس موقعہ پر پریزیڈنٹ ولسن اپنی چودہ شرائط سے میدان عمل میں اتر آئے۔ مشرق میں یہ بلند خیالی پیدا کر کے برٹش کیبنٹ نے ان جذبات کو کہاں تک پورا کیا۔ ایک وسط ایشیا کا مسلمان اس طرز عمل کو کس نگاہ سے دیکھتا ہے۔ میں نے بہت سے مسلمانوں سے ملاقات کی ہے۔ اور اپنے بیان میں ہرگز مبالغے سے کام نہیں لونگا۔ عارضی صلح کے بعد ہمنے کوہ قاف کے علاقہ میں جہاں مسلم آبادی زیادہ ہے فوجیں روانہ کیں۔ یہاں تک کہ مرو میں بھی ہماری فوجیں پہنچ گئیں۔ اول اول تو انکا اچھا اثر ہوا اور ہمنے اعلان کیا کہ بولشویکوں کی مدافعت کے لئے ہم یہاں آئے ہیں لیکن جب بولشویک خطرہ رونما ہوا تو ہم وہاں سے چلدیئے۔ وہاں جانے میں ہمارا کیا مقصد تھا۔ باکو میں تیل کی کانیں تھیں جو ہمیں وہاں لگئیں

لیکن اُن کے لئے ہم جنگ کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اس کے بعد ہم نے ایران کی طرف رُخ کیا۔ اور شمالی سرحد کی حفاظت کے لئے ایک اپنی گورنمنٹ وہاں قائم کی۔ اور اینگلو پرشین معاہدہ کو ہر دلعزیز بنانے کیلئے ۲۰۰۰۰۰ پونڈ رشوت میں دیئے۔

بولشویک بھی ایران کی سرحد پر پہنچ گئے۔ اور انگریزی فوج کو اُن سے بچانے کیلئے مشہد کی طرف مراجعت کرنے کا حکم ہوا۔ گو اسلام میں باہمی اختلاف موجود ہے لیکن اس میں اتفاق کی طاقت موجود ہے سُنی مسلمان ایران کیلئے بھی ہمدردی رکھتے ہیں لیکن ٹرکی کیلئے اسلام میں ایک گہرا جوش موجود ہے۔ خلافت کا سوال ایک نہایت ہی اہم مسئلہ ہے۔ ہندوستان میں دیدہ ودانستہ جو غلط فہمیاں پھیلائی جاتی ہیں ہمیں ان میں بہت رعایت سے کام لینا چاہئیے۔ ہندوؤں کا اتحاد علی برادران اور مہاتما گاندھی کے عہد وپیمان حیرانی میں ڈالنے والی باتیں ہیں۔ لڑائی سے پہلے مقامات مقدسہ کی حفاظت سے ہم بری تھے۔ لیکن دوران جنگ میں ہم نے شریف مکہ سے دوستی قائم کی اور لوگوں کی نظروں میں خلافت کے دشمن سمجھے گئے۔ آج گورنمنٹ ہند سلطان کو خلیفہ تسلیم کرتی ہے۔ ۳۰ مارچ کو لارڈ کرزن نے دارالامرا میں سلطان کو خلیفہ کہا۔ لیکن مغرب میں اس امر کا احساس ابھی تک نہیں ہوا۔ کہ اسلام مقامات مقدسہ کی حفاظت کو ہمارا فرض سمجھتا ہے۔ شریف مکہ کو سب بُری نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس خاندان کو مکہ اور بغداد میں مسلط کیا ہے۔ مکہ اور مدینہ کی حفاظت جو ہمارے ذمے ہے اسلام اس امر سے سخت بیزار ہے۔

ٹائمز ۱۰ جولائی ۱۹۲۲ء

صحیح انجیل کہاں ہے

ہمیں بتایا جاتا ہے۔ کہ عیسائی مذہب کے تمام اصول ان کتابوں میں درج ہیں جن کے مجموعہ کو انجیل مقدس کہا جاتا ہے۔ زمانۂ وسطےٰ میں اگر کوئی انسان اس کتاب کے ایک حرف کی صداقت پر بھی شک رکھتا تو وہ فوراً آگ کی تذر کر دیا جاتا تھا۔ اسلئے کسی کو اتنی جرأت بھی نہ ہوتی تھی کہ ایک آیت کی دوسری تشریح کرے جبکہ تمام یورپ قعر مذلت میں پڑا ہوا تھا اس وقت مشرق میں مسلمان تہذیب کے بلند مقام پر تمدن میں لوگوں کے راہنما تھے۔ کلیسا اس امر کی بہت احتیاط کرتا تھا۔ کہ کوئی غیر شخص پادریوں میں داخل نہ ہو جائے۔ امراء کے ہر خاندان میں ایک پادری بطور سکرٹری کام کرتا تھا پادریوں کے علاوہ عوام کو تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہ تھا۔ کیونکہ انہیں تو کشت وخون سے فرصت نہ ملتی تھی۔ آخر کچھ عرصہ کے بعد چھاپے کا ہنر ایجاد ہوا جس کی کلیسا نے سخت مخالفت کی لیکن اب وہ وقت آگیا کہ عوام بھی پڑھنے کے قابل ہو گئے۔ اور تعلیم کی ابتدا ہوئی۔ اب تک انجیل کے نسخے بہت قیمتی تھے۔ اور وہ تمام کلیسا کی ہی ملکیت میں تھے لوگ انہیں دیکھ بھی نہیں سکتے تھے۔ ہر ایک انسان سوچ سکتا ہے کہ کلیسا کے اس نظام میں جو پاپائے رُوم کے ماتحت تھا انجیل میں نہایت آسانی سے تبدیلیاں اور تحریف ہو سکتی تھی۔ جب انجیل کے صحیح اور بحفاظت ہونے کا دعوےٰ کیا جاتا ہے تو ہمیں یہ امر ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔ یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ انجیل کی مختلف کتابوں کے مصنفوں کا نام کسی کو معلوم نہیں۔ اس کا اقرار عیسائی علماء نے کیا ہے۔ ان کی رائے میں شاید یہ کتابیں ان لوگوں کی تحریرات سے نقل کی گئی ہیں جو اس زمانے کے مؤرخوں کی سند پر لکھی گئیں۔ اس بات سے بھی انکار نہیں کہ ان کتابوں میں الحاق ہوا۔ اور اس زمانہ میں ان کتابوں کے ساتھ ساتھ بہت سی جعلی کتابیں بھی موجود تھیں۔ کیا کلیسا کے پاس ایسی وجوہات ہیں جن کے ذریعہ وہ یہ ثابت کرے۔ کہ حضرت مسیح کے حالات اور اقوال جیسا کہ ان کتابوں میں درج ہیں الحاق اور آمیزش سے پاک ہیں۔

اگر یہ مطالبہ کلیسیا پورا نہیں کر سکتا تو میں بحیثیت ایک ذی فہم ہستی کے ایسی کمزور سند پر ایمان لانے سے انکار کرتا ہوں۔ انجیل اگر الہامی کتاب ہونے کا دعوے کرتی ہے تو اسے ان الزاموں سے پاک ہونا چاہیئے۔ یہ معاملہ میں ہم قرآن کریم کی تعلیم کو دیکھنا چاہیئے۔ یہود کو مخاطب کر کے فرمایا ولا تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق وانتم تعلمون **ترجمہ**۔ اور سچ کو جھوٹ کے ساتھ نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق بات کو نہ چھپاؤ۔

فویل للذین یکتبون الکتٰب بایدیھم ثم یقولون ھٰذا من عند اللہ۔ **ترجمہ**۔ افسوس ہے۔ ان لوگوں پر جو اپنے ہاتھ سے تو کتاب لکھیں پھر کہیں کہ یہ خدا کے ہاں سے ہے ان آیات سے ظاہر ہے۔ کہ نبی کریم صلعم کے زمانے میں بھی یہودی اور عیسائی اپنی مقدس کتابوں کے بعض حصوں کو چھپاتے تھے۔ اور ان میں الحاق کر دیتے تھے۔ تاکہ یہ کتابیں ان کے نئے عقائد کی تردید نہ کریں۔ اس طرح کلیسیا کو اپنی مرضی کے مطابق کتابوں میں کمی بیشی کرنے کا پورا اختیار تھا۔ کیونکہ یہ سارا نظام پاپائے روم کے ماتحت تھا عیسائی جب دوسروں کی مقدس کتابوں پر اعتراض کرتے ہیں تو انہیں پہلے اپنی کتاب کی صحت پر غور کر لینا چاہیئے +

جب کلیسیا کی حکومت اُٹھ گئی۔ اور ریشنلزم کا دور دورہ ہوا تو اس وقت حقیقت آشکارا ہو گئی۔ یہاں میں ایک بڑے ریشنلسٹ رابرٹ انگرسول کی تحریر سے اقتباس کرتا ہوں۔ ہم عیسائی مذہب کے پیرو ہیں۔ اور اس مذہب کی بنیاد نئے عہد نامے پر ہے۔ مگر کسی کو علم نہیں کہ اس کا مُصنّف کون ہے بعض ایسے قلمی نسخے دستیاب ہوئے ہیں جنہیں نئے عہد نامے کے بعض حصے ملتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی دو نسخے ایکدوسرے سے مطابقت نہیں رکھتے یہ بھی کوئی نہیں جانتا کہ ان کا مصنف کون ہے۔ یہ تمام نسخے یونانی زبان میں لکھے ہوئے ہیں جہاں تک ہمیں علم ہے حضرت مسیح کے پیرو صرف عبرانی زبان جانتے تھے۔ اور کسی نے آج تک کوئی نسخہ عبرانی زبان میں نہیں دیکھا۔ تمام اناجیل کے اصلی نسخوں میں کسی کے دستخط موجود نہیں۔ مختلف خطوط میں کسی خاص انسان کو مخاطب نہیں کیا گیا۔ اور سب پر ایک ہی شخص کے دستخط موجود ہیں۔ جس نے اس مضمون پر غور کیا ہے۔ اسے علم ہے کہ ان خطوط کے پیچھے جو یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ یہ مختلف لوگوں کو لکھے گئے۔ بعد کی تحریروں میں قارئین کو

یہ امر بھی ملحوظ رکھنا چاہئے۔ کہ حضرت مسیح نے نئے عہد نامے کا ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ اور نہ ہی آپ نے کسی کو لکھنے کے لئے فرمایا۔ وہ ہستی جو بنی نوع انسان کے لئے ایک ایسا اہم پیغام لائے جس پر ان کی نجات کا دارومدار ہو۔ ایسے پیغام کی صحت پر اسکی تصدیق کا ہونا ایک لابدی امر ہے۔ لیکن یہاں تو حضرت مسیح کی کوئی سند موجود نہیں"

عیسائی دنیا کے پاس رابرٹ انگرسول کے ان الزامات کا کوئی جواب نہیں۔ اور یہ سب مُسلّمہ امور ہیں ہمیں تعجب ہوتا ہے۔ کہ کلیسا کس جرأت سے ایسی کتاب کو پیش کرتا ہے۔ اور بنی نوع انسان کی نجات کیلئے اسے ضروری سمجھتا ہے۔ ایک ایسی کتاب جس کے مصنف کا نام تک معلوم نہیں وہ کیسے ہمارے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ یہ حضرت مسیح کی تحریر نہیں۔ پھر ان کتابوں کو مقدس کیوں کہا جاتا ہے عیسائیت کی بنیاد ایک ریت کے ٹیلے پر ہے جو تحقیق اور ادراک کے ہر ایک جھونکے سے منہدم ہو جاتی ہے۔ میری رائے میں تو کلیسیا کا اب یہی فرض ہے کہ وہ تبلیغ مذہب کو چھوڑ کر اور آپس کے جھگڑوں اور لعن طعن سے علیحدہ ہو کر اپنی پوری طاقت اور تمام نظام کو اس کتاب کی اصلیت دریافت کرنے میں لگائیں جسے وہ اتنی توقیر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہر ایک عقلمند کی زبان پر یہی سوال ہے کہ صحیح انجیل کہاں ہے۔ اسی لئے وہ کلیسیا کے عقائد اور انجیل کی سند سے انکار کرتے ہیں۔ جب تک کہ کلیسیا دیانتداری سے اس امر کا اعتراف نہ کرے۔ کہ یہ کتاب جعلی ہے۔ اس وقت تک کلیسیا کے لئے ہمارے دل میں کوئی عزت نہیں۔ جس کی بنیاد ہی غلطی اور جعلسازی پر ہے +

ہمیں تو ایک ایسی آسمانی کتاب کی ضرورت ہے جسمیں خدا کا کلام ہو اور وہ روزانہ زندگی میں ہماری ہدایت کرے۔ اور ان تمام الزامات سے مبرا ہو۔ ان مطالبات کو اسلام کے سوا اور کوئی مذہب پورا نہیں کرسکتا۔ قرآن کریم ہی خدا کی وہ کتاب ہے۔ جس پر چونتیس کروڑ انسانوں کا ایمان ہے۔ اور اس کا ترجمہ مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے۔ یہ کتاب اگر قوانین کا ایک مجموعہ ہے تو دنیا کی ایک لاثانی ادبی تصنیف بھی ہے۔ جو خداوند تعالیٰ نے ایک ایسے انسان کے ذریعہ نازل کی جسکی ایک تاریخی ہستی ہے۔ اور آپ کے ہر ایک قول وفعل کا ہمیں علم ہے آپ کی زندگی انسانی ترقی کا ایک عملی نمونہ ہے۔ جو پیغام آپ پر نازل ہوا۔ وہ انسان کو اخلاقیات

کے بلند مقام پر پہنچ سکتا ہے اور جنگ وجدل کو دور کر کے امن و اخوت پیدا کر سکتا ہے۔ کلیسیا کی اس کتاب کے متعلق کیا رائے ہے۔ اسے ضرور اعتراف کرنا پڑیگا۔ کہ اس کا ایک ایک لفظ جو نبی کریم صلعم پر نازل ہؤا بغیر کسی تبدیلی اور الحاق کے اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔ قرآن کریم اس مادہ پرست دنیا کے ایک زندہ معجزہ ہے ؂

ارمن خونریزیاں

(از قلم مسٹر خالد شیلڈرک)

آجکل اخباروں میں ترکوں کی خونریزیوں کا خوب چرچا ہو رہا ہے لیکن اہل بصیرت کو علم ہے کہ جب کبھی ترکوں کے خلاف نفرت پھیلانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ تو ایسی حکایات گھڑی جاتی ہیں۔ جو حقیقت سے بہت دور ہوتی ہیں۔ اور اکثر ایسے لوگوں کی طرف سے شائع ہوتی ہیں جنہیں واقعات کا ذاتی علم نہیں ہوتا۔ اگر انہیں بنظر انصاف دیکھا جائے۔ تو ہر ایک انسان انہیں "پروپیگنڈا" سے موسوم کریگا۔ مثال کے طور پر ہم مُبرائس رپورٹ کو لیتے ہیں۔ سرکاری اطلاعات سے ظاہر ہے۔ کہ جنگ طرابلس سے پہلے تمام ترکی سلطنت میں ارمنوں کی آبادی ۔۔۔۔۔ تھی۔ اس کے بعد جب طرابلس اور یورو پین ٹرکی کے بہت سے علاقے ترکوں کے ہاتھ سے نکل گئے تو جنگ طرابلس کے اختتام پر لارڈ برائس نے یہ رپورٹ شائع کی جسمیں ظاہر کیا گیا۔ کہ گذشتہ جنگ یورپ دوران میں ۰۰۰،۰۰۰ ۱ ارمنی قتل کئے گئے۔ بعد میں ڈیلی پریس نے اس تعداد کو دو لاکھ تک پہنچا دیا۔ اب ارمنی اور ان کے حمائتی دعوے کرتے ہیں۔ کہ ارض رُوم وان اور طربلیس کے قریہ جات کی آبادی میں ارمنوں کی کثرت ہے۔ یہ لوگ کہاں سے آئے ہیں بار بار کہا جاتا ہے کہ وہ قتل ہو گئے لیکن اس پر آبادی میں انہی کی تعداد زیادہ ہے لازمی طور پر اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ یہ کہانیاں وہی مفسد لوگ ہیں۔ جن کا مقصد ترکوں کے خلاف لوگوں میں اشاعت کرنا ہے۔ اب ہمارے سامنے دو امریکنوں کے بیان ہیں جو ترکوں پر خونریزی کا الزام لگاتے ہیں۔ دو امریکن ایسے ہیں۔ جو بیان کرتے

ہیں۔ کہ زیادتی یونانیوں کی طرف سے ہوئی ہے ÷ حقیقت یہ ہے کہ بدقسمتی سے پبلک کو علم نہیں۔ کہ ترکوں کے خلاف کس قدر زہر اُگلا جاتا ہے۔ اور انہیں متعصب ظاہر کرکے بدنام کیا جاتا ہے۔ اس الزام پر ہم غور کرتے ہیں تیرہ سو برس ہوئے نبی کریم صلعم کے ذریعہ بنی نوع انسان کو ایک فرمان عطا ہوا جس کی پہلے کوئی نظیر نہیں ملتی اور جس نے مذہبی تعصب کا نام ونشان مٹا دیا۔ خداوند تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا لا اکراہ فی الدین مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ اگر نبی کریم صلعم پر اگر کوئی اور الہام نازل نہ ہوتا تو صرف اسی ایک حکم کی وجہ سے آپ کے دعویٰ نبوت پر کسی اور دلیل کی ضرورت نہ تھی۔ جہاں کہیں بھی اسلام پہنچا مختلف مذاہب کے لوگوں کو آزادی حاصل ہوگئی۔ عیسائی اور یہودیوں نے اپنے ہم مذہبوں کے ظلم سے تنگ آکر اسلامی سلطنتوں میں پناہ لی۔ آج فلسطین کا عرب ڈیلیگیشن لندن میں مقیم ہے۔ اس میں تمام عرب کے لوگ ہیں لیکن چار ممبر مسلمان اور دو عیسائی اسمیں شامل ہیں فلسطین میں صدیوں تک اسلامی سلطنت رہی ہے۔ اسی طرح عراق صدیوں تک مسلمانوں کے زیر حکومت رہا لیکن ان ممالک میں عیسائی موجود ہیں ہندوستان میں بھی جہاں مسلمانوں کی عظیم الشان سلطنت تھی ہندوؤں کی تعداد مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہے۔ ٹرکی میں یونانی اور امریکن کلیسیا ابھی تک قائم ہیں۔ یہ آواز اُٹھائی جاتی ہے۔ کہ بعض علاقوں میں یونانی اور ارمنی آبادی کی کثرت ہے۔ اور بعض کی رائے تو یہ ہے کہ ٹرکی کے تمام اضلاع میں عیسائیوں کی تعداد مسلمانوں سے زیادہ ہے لیکن ٹرکی ایک عظیم الشان اسلامی سلطنت رہی ہے۔ اب ہم دوسری طرف بھی غور کرتے ہیں سات سو برس تک ہسپانیہ میں مسلمانوں کی سلطنت رہی جو تہذیب و ترقی میں دنیا کی راہنما تھی۔ مختلف ممالک سے ہر مذہب وملت کے طالب علم اس کے دارالعلوم میں تعلیم پاتے تھے ÷ عیسائیوں اور یہودیوں پر ان کے مذہب کی وجہ سے کوئی پابندی عائد نہ کیجاتی تھی لیکن جب عیسائیوں نے سلطنت ہسپانیہ کو فتح کیا تو اس وقت کیا حال ہوا۔ یہودیوں اور مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ اور ان کی عظیم الشان مساجد کو گرجوں میں تبدیل کیا گیا۔ اور مذہب اسلام کو تلوار اور انکوزیشن کی شیطانی اذیتوں نے

تباہ کیا گیا۔ کیسا ہولناک مقابلہ ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی جو مسلمانوں کے زیر حکومت تھے آج تک موجود ہیں لیکن ہسپانیہ اور سسلی میں کوئی مسجد یا مسلمان نظر نہیں آتا۔ متعصب کون ہے۔ ترک نہایت آسانی سے عیسائیوں کا نام و نشان مٹا سکتے تھے جیسے عیسائیوں نے ہسپانیہ کے مسلمانوں کو تباہ کر دیا۔ ترکوں نے اس طرز عمل کو کیوں اختیار نہیں کیا صرف اسلام ہے جو انہیں مظالم اور خونریزی سے روکتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین نے دنیا کو رواداری کا ایک نیا پیغام دیا۔ یورپ آج عیسائی ہے لیکن یہاں عیسائیت کو تبلیغ کے ذریعہ نہیں پھیلایا گیا بلکہ لوگوں کو جبر یہ تلوار کے زور سے اس مذہب میں داخل کیا گیا ملحدین کو زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ ایشیا اور یورپ میں جو ممالک مسلمانوں کے قبضے میں تھے یا اب ہیں وہاں کبھی کافروں کے قتل کو روا نہیں سمجھا گیا۔ اور کبھی انہیں آگ میں نہیں جلایا اور نہ ہی کبھی غیر مسلموں کو اذیتیں پہنچائیں مسلمانوں نے نہ صرف انہیں اپنے طریق پر عبادت کرنے کی اجازت دی۔ بلکہ ان کی حفاظت کیلئے جنگ کیئے ہیں قرآن کریم کے ان الفاظ طرف قارئین کی توجہ مبذول کرتا ہوں ۔ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومسجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا۔ **ترجمہ**

وہ مظلوم لوگ جو صرف اتنی بات کے کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے ناحق اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے ۔ اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹوا تا رہتا تو صوامعے اور گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے کبھی کے ڈھائے جا چکے ہوتے۔ تیرہ سو برس ہوئے عرب میں مکمل مذہبی آزادی قائم تھی غیر مسلم نہ صرف یہاں پناہ لیتے تھے۔ بلکہ ان کی عبادتگاہوں کو تمام حملوں سے محفوظ رکھا جاتا تھا۔ وہ لوگ جو اسلام پر تعصب کا الزام لگاتے ہیں اس امر پر غور کریں بعض قومیں ایک ایسے معلم کی پیروی کا دعویٰ کرتی ہیں جس نے فرمایا۔

اگر کوئی شخص تیرے دائیں گال پر مارے تو بایاں بھی اسکے سامنے کر دے "۔

وہ اس تعلیم کا صرف اقرار کرتی ہیں۔ لیکن ان کا عمل کچھ اور ہے۔ مجھے امید ہے کہ

میں نے اوپر کی چند سطور میں ظاہر کر دیا ہے۔ کہ اسلام مذہب کی وجہ سے بدسلوکی اور خونریزی سے منع کرتا ہے۔ اسلام تو بغیر مذہبی تخصیص کے تمام اقوام کا محافظ ہے۔ اسلئے ہم ان تمام حکایات کو جو ترکوں یا کسی اور مسلم قوم کی نسبت مشہور کیجاتی ہیں قبول نہیں کرتے۔ ٹرکی میں غیر مسلم بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز رہے ہیں۔ چند سال ہوئے خوش قسمتی سے میری ملاقات مسروس پاشا سے ہوئی جو انگلستان میں ٹرکی سفیر ہو کر آئے تھے۔ آپ مسلمان نہیں بلکہ عیسائی ہیں۔ اس وقت میرے سامنے روس کی وہ رپورٹ بھی ہے جسمیں مسلمانوں کے قتل عام کا ذکر ہے جو ۱۹۱۵ء میں ارمنوں نے کیا۔ جنگ بلقان کے دوران میں جو مظالم مسلمانوں پر ہوئے ان کا حال بھی ہر ایک شخص کارنیجی کمیشن کی رپورٹ میں پڑھ سکتا ہے۔ ایشیائے کوچک میں یونانیوں کے وحشیانہ مظالم بھی پوشیدہ نہیں۔ اس مضمون سے میرا مقصد صرف اس الزام کو رد کرنا ہے کہ مسلمانوں نے عیسائی اقوام پر صرف ان کے مذہب کی وجہ سے ظلم کئے۔ خونریزی اور ظلم کی حمایت کون کر سکتا ہے۔ اسلام مختلف اقوام کو ملکر رہنا سکھاتا ہے۔ اور بنی نوع انسان کی خدمت کو ہی خدا کی خدمت سمجھتا ہے۔

بیاضِ صوفی

یہ نہایت ہی اُمید افزا علامت ہے کہ مغرب میں رُوحانیات اور علم باطنیات کے متعلق تجسّس اور تحقیق کا مادہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ انسان کی مخفی طاقتوں کے انکشاف میں لگ گئے ہیں۔ یہی امور ہیں جن سے ہم ترقی کر سکتے ہیں۔ موجودہ تہذیب جو درحقیقت مغربی تہذیب ہے صرف خواہشات حیوانی کو پورا کرنے کے لئے اعلےٰ سامان بہم پہنچانے کے مترادف ہے لندن جو موجودہ تہذیب کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ دراصل یہ بڑے پیمانے پر بابل کا شہر ہے تمام وہ امور جن پر اسکی خوشی اور آسائش کا انحصار ہے۔ ان کی جڑ میں ہماری خواہشات اور حیوانی جذبات ہیں۔ اسی طرح یورپ کے اور دیگر السلطنتوں کے متعلق بھی کہا جا سکتا ہے لیکن اگر خداوند تعالیٰ نے انسان کو اعلیٰ طاقتیں اور قویٰ عنایت کئے ہیں۔ تو اس

زندگی کا مقصد ان کی نشو و نما اور انکشاف ہونا چاہیئے۔ مذہب اگر خداوند تعالےٰ کی طرف سے ہے تو اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ ہماری ہدایت کے لئے سیدھی راہ نہیں دکھاتا جس پر چل کر ہم منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔ قوی کے اظہار میں ذاتی کوشش کی ضرورت ہے۔ اس جد و جہد میں الہام آلہی ہماری ہدایت کر سکتا ہے اس معاملہ میں دیگر مذاہب کی تعلیمات کو چھوڑ کر میں اپنی توجہ قرآن کریم کی طرف کرتا ہوں جو انسانی قوی کے انکشاف اور بار آور ہونے کو ہی الہام کا بڑا مقصد بیان کرتا ہے۔ اور صوفیوں کی پوری توجہ اسی طرف رہی ہے سپرچولسٹ۔ نیو تھاٹ۔ کرسچن سائنٹسٹ اور دیگر مذہبی تحریکات جو آجکل مغرب میں پیدا ہو رہی ہیں۔ ان سب میں درحقیقت یہی رُوح کام کر رہی ہے لیکن ان میں بہت سی کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ ایسی رسُومات رائج ہو گئی جن کے تضیع اوقات کے سوا اور کچھ حاصل نہیں۔ قرآن کریم احادیث اور صوفیائے کرام کی تحریروں میں ہمارے لئے ہدایت کا ایک خزانہ موجود ہے۔ اور ان میں اُن تمام مشکلات کو ظاہر کر دیا ہے۔ جو ایک سائل کی حائل راہ ہو سکتی ہیں۔ ایک صوفی کی راہ میں بہت سے گڑھے ہیں جنہیں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لعو و لعب سے موسوم کیا ہے کیونکہ ان میں پڑ کر ایک انسان سیدھی راہ کو گم کر دیتا ہے۔ یہ اسکی دلچسپی کا موجب تو ضرور ہوتے ہیں۔ لیکن ان کا کوئی نتیجہ نہیں۔ کشف صدور اور کشف قبور انہیں مشاغل میں ہیں جو صوفیوں کی ترقی میں سد راہ ہو جاتے ہیں +

ہم اپنی پوشیدہ طاقتوں کو ترقی دے سکتے ہیں۔ اور ان میں سے دوسروں کے دل کا حال معلوم کرنے کی ایک طاقت بھی ہم میں موجود ہے لیکن اس سے ہمیں زندگی میں کیا راحت مل سکتی ہے۔ اس کے برعکس ہماری تمام خوشی اس سے تباہ ہو جاتی ہے۔ خود اپنے ہی ضمیر کو لو یا رہا اسمیں برے خیالات اور قبیح تدابیر پیدا ہوتی ہیں۔ اگر ان کا علم ہمارے دوستوں کو ہو جائے تو وہ ہمارے کیریکٹر کی نسبت کیا خیال کرینگے۔ اگر قلب انسانی کے راز ظاہر ہو جائیں تو ہمارے تمام تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں۔ اسیطرح اگر ہمیں اہل قبور کے حالات سے آگاہی ہو جائے۔ تو اسلاف کی عزت ہماری نظروں میں نہیں

رہتی ۔ حالانکہ ان کی پیروی ہماری بہتری کا موجب ہے ۔ ان دونوں امور کا علم اپنے اندر بہت سی دلچسپیاں رکھتا ہے ۔ لوگ ان کی طرف بہت مائل ہو جاتے ہیں ۔ اور انکو اپنی زندگی کا مقصد سمجھنے لگتے ہیں ۔ اسی لئے صوفی ان علوم کو سدراہ بتاتے ہیں سپر چولسیٹ حلقوں میں آجکل انہی امور کیطرف توجہ کیجاتی ہے ۔ کلیسیا کے مذہب سے وہ بیزار ہیں عالمگیر اخوت ۔ آخرت اور جزا اور سزا پر ایمان لانا انکے تین بڑے اصول ہیں ۔ وہ مسئلہ کفارہ سے جو کلیسیا کا مذہب ہے تعلق نہیں رکھتے ۔ یہ اصول تو ایک ایسے مذہب کے لائق ہیں جسے خداوند تعالیٰ نے الہام کیا ہو ۔ بنی نوع انسان میں ہم کس طرح اخوت پیدا کر سکتے ہیں ۔ اور اپنی زندگی کو اس دنیا میں اور آخرت میں کس طرح کامیاب بنا سکتے ہیں ۔ یہ وہ مقصد ہیں جن کے حصول کی طرف انہیں کوشش کرنی چاہیئے ۔ موجودہ سپر چولسٹ فرقے کی راہ میں تو وہ گڑھے حائل ہو گئے ہیں جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ۔ اپنے گھروں میں اور اپنے جلسوں میں وہ ہمیشہ روحوں سے پیغام حاصل کرنے میں مشغول رہتے ہیں جو پیغام ہمیں موصول ہوئے ہیں ۔ اگر وہ سب صحیح ہیں تو پھر بھی ان پیغامات سے علم میں کوئی مفید اضافہ نہیں ہوتا ۔ اس کی وجہ ظاہر ہے ۔ صرف وہی روحیں ظاہر ہوتی ہیں جن کا تعلق ابھی اس دنیا سے باقی رہتا ہے ۔ اور اسی وجہ سے وہ اعلےٰ مدارج حاصل نہیں کر سکتیں ۔ اسمیں شک نہیں کہ ان میں سے بعض روحیں نہایت ہی ادنیٰ درجے کی ہوتی ہیں ۔ ان سے جو علم حاصل ہوتا اسکی بھی کوئی زیادہ وقعت نہیں ۔ روحوں کو بلانے سے ہم انکی ترقی میں ایک روک پیدا کر دیتے ہیں ۔ کیونکہ اس طرح ان کا تعلق دنیا سے قائم رہتا ہے ۔ حالانکہ ان کی ترقی اسی میں ہے کہ وہ اس دنیا سے بالکل منقطع ہو جائیں ۔ اس طرز عمل سے ہمیں بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ ہماری ترقی مسدود ہو جاتی ہے ۔ صرف آخرت پر ایک نو آموز کا ایمان اس سے مضبوط ہو جاتا ہے لیکن وہ لوگ جو اس منزل کو طے کر چکے ہیں انکے لئے اسمیں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے ۔ انہیں اور بلند پروازی اختیار کرنی چاہیئے ۔ روحوں سے پیغام حاصل کرنے کے علاوہ اور بہت سے گڑھے ہیں جو انسان کی دلچسپی اور کشش کا موجب ہو جاتے ہیں مثلاً سینکڑوں میل کے

فاصلے سے سننے اور دیکھنے کی طاقت دوسروں کے دل پر اثر ڈالنا اور اشیاء کی اصلی شکل کو لوگوں کی نظروں میں بدل دینا بیجان مادے پر مسمریزم سے اثر ڈالنا۔ ایک صوفی کے راستے میں یہ تمام باتیں آجاتی ہیں۔ وہ ان میں دلچسپی لیتا ہے۔ اور ایک عرصہ تک ان سے لطف حاصل کر کے انہیں پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کس خوبی سے اسے ادا کیا ہے "تمہیں ایک لمبا سفر درپیش ہے جسمیں بہت سے پہاڑ اور گڑھے ہیں۔ بعض اوقات تمہارے گھوڑے کے لئے ان کا عبور کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ راستہ میں پھلوں کے باغ اور سبزہ زار بھی ہیں تمہارا گھوڑا ان کی طرف کھینچا چلا جاتا ہے۔ تم بھی سایہ میں آرام کرنا چاہتے ہو لیکن یہ دلچسپی کے سامان اپنے اندر کچھ ایسی کشش رکھتے ہیں۔ کہ تم آگے اپنے سفر پر چل ہی نہیں سکتے یا تمہارا گھوڑا سرکش ہو کر تمہارے قابو میں نہیں رہتا۔ تم آرام کر سکتے ہو۔ اور ان اشیاء کی خوبصورتی سے لطف اٹھا سکتے ہو۔ لیکن تمہیں اپنے سفر کو ضرور جاری رکھنا چاہئے یہ سبزہ زار اور پھلوں کے باغ خوبصورت مقام نہیں بلکہ حقیقت میں یہ گڑھے ہیں۔ اور جس گھوڑے پر تم سوار ہو وہ تمہارے اپنے حیوانی جذبات ہیں۔" اٹھارہ سال ہوئے ہیں کچھ حاصل کرنا چاہتا تھا جس کی میرے لئے بہت اہمیت تھی لیکن اس کا انحصار کسی دوسرے شخص کے فیصلے پر تھا۔ آدھی رات کے وقت میں اپنے حصول مقصد کے لئے دعا کر رہا تھا۔ اچانک مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میں اس شخص کے بنگلے میں باہر برآمدہ میں کھڑا ہوں۔ حالانکہ مجھے علم تھا کہ میں اس وقت اپنے اہل وعیال سمیت اپنے کمرہ میں ہوں۔ یہ رات کا وقت تھا۔ لیکن جب میں نے اپنے آپ کو برآمدہ میں پایا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دوپہر کا وقت ہے۔ دوسری رات یہی خواب دکھائی دیا۔ لیکن اس دفعہ میں نے اپنے آپ کو اس شخص کے دفتر میں پایا اور دیکھا کہ اسکے سامنے کاغذات کا ایک ڈھیر لگا ہے۔ تیسری رات پھر یہی تجربہ ہوا میں نے دیکھا کہ میرے کاغذات اسکے سامنے ہیں۔ اور میں اپنی بات منوانے کیلئے زور دے رہا ہوں۔ چوتھی رات پھر میں نے اپنے آپ کو اسی دفتر میں پایا۔ اس دفعہ میرے کاغذات پر اس نے اپنی منظوری دیدی

اس موقعہ پر میری بیوی کی آنکھ کھل گئی۔ اور اس نے خواب میں ایک شخص کو کہتے سُنا کہ تین دن کے بعد میرے حسب منشاء حکم ملجائیگا۔ تیسرے دن عین اس وقت جبکہ میں خواب میں اپنے آپ کو اس شخص کے کمرے میں پاتا تھا میرے نوکر نے منظوری کی خبر سُنائی۔ اسی قسم کا تجربہ بغیر میری خواہش کے دو دفعہ اور لوگوں پر بھی ہؤا۔ انہوں نے بھی میری مرضی کے مطابق ہی عمل کیا۔ دونوں دفعہ میں نے توجہ اور دعا سے ہی کام لیا۔ ان تجربات سے ثابت ہو گیا کہ ہم ایک ایسے شخص پر جو ہم سے دُور ہو کسی خاص مقصد کیلئے اثر ڈال سکتے ہیں۔ میں آئندہ لکھونگا کہ یہ کس طرح ممکن ہے۔ میں نے ابھی تک اس طاقت کو حاصل نہیں کیا۔ اس کا حاصل کر لینا کوئی مشکل امر نہیں لیکن دنیا کو اس سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اسکے برعکس اس طاقت کی بد استعمالی سے نقصان کا بہت اندیشہ ہے۔ ہماری نیت خواہ نیک ہو لیکن ہم اپنی خواہشات کے تابع ہوتے ہیں اور کبھی نیکی کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ ان حالات میں اگر کسی دوسرے کی قوت ارادی کو ہم اپنی مرضی کے مطابق کرنا چاہیں تو سوسائٹی کو کس قدر نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے یہ باتیں ہمارے لئے بے سود ہیں۔ ہاں ایک شخص ان سے دولت جمع کر سکتا ہے لیکن اس سے کبھی حقیقی خوشی نصیب نہیں ہوتی +

پاک روایات

بہشت کی قیمت

شدت کی گرمی تھی۔ دوپہر کے وقت عرب کا سُورج اپنی تیز شعاعیں ریت پر ڈال رہا تھا انسان۔ پرند اور جانور سب سایہ کی جگہ پناہ گزین تھے۔ تف آفتاب سے صحرا ایک جلتا ہؤا سمندر بن رہا تھا۔ کہیں کہیں فاصلہ پر درختوں کے جھنڈ نظر آتے تھے بادسموم کے تند جھونکے سینکڑوں میل تک شعلے برپا کر رہے تھے۔ اس گرمی کے دن خدا کی مخلوق میں سے ایک حقیر چیز نہایت بیتابی سے ادھر اُدھر بھاگتی ہوئی نظر آتی تھی۔ یہ ایک کتا تھا جو پانی کی تلاش میں دیوانہ وار پھر رہا تھا لیکن اس صحرا میں پانی کا میسر آجانا کوئی آسان بات نہ تھی

جو سراب کی جھلک سے ایک مسافر کی پیاس کا مضحکہ اُڑاتی ہے میلوں کا فاصلہ طے کرنے کے بعد کہیں ایک نخلستان آجاتا ہے۔ جہاں پانی مل سکتا ہے۔ غریب کتا پیاس سے مر رہا تھا اور اسے پانی کی ایک بوند نہ مل سکتی تھی۔ خدا کی یہ بے زبان مخلوق کسی انسان پر اپنی تکلیف کا اظہار نہ کر سکی۔ آخر اسی بے چینی میں یہ کتا ایک کنوئیں کے قریب پہنچا۔ لیکن کنواں اس کے لئے بے سُود تھا۔ کیونکہ وہ اس میں سے پانی نہیں نکال سکتا تھا۔ اسلئے وہ کنوئیں کے گرد دوڑنے لگا۔ اور بھونکنا شروع کیا۔ وہ کنوئیں کے اندر نہ کود سکتا تھا۔ کیونکہ ہر ایک انسان کی طرح اسے بھی اپنی جان عزیز تھی۔ اور اپنی حفاظت کا احساس تھا۔ کنوئیں کے نزدیک تھوڑا سا کیچڑ جمع ہو گیا تھا جسے وہ چاٹنے لگا۔ لیکن چلتی ہوئی گرمی سے کیچڑ میں کیا نمی رہ سکتی تھی۔ اتفاق سے ایک اسرائیلی عورت اس طرف سے گزری۔ یہ عورت اچھے چال چلن کی نہ تھی۔ اسکی تمام عمر برائیوں میں گزری۔ اس کُتے کی تکلیف کو دیکھ کر اس کا دل پگھل گیا لیکن وہ حیران تھی۔ کہ کس طرح اس تکلیف سے اسے نجات دی جائے۔ کوئی رسّی یا ایسا برتن نہ تھا جس سے وہ پانی نکال سکتی۔ لیکن کنواں اس طریق سے بنا تھا کہ ایک آدمی اسکے اندر اتر سکتا تھا۔ کیونکہ اسکی دیوار میں چھوٹے چھوٹے طاق بنے ہوئے تھے۔ اس عورت نے اپنا چمڑے کا موزہ اُتارا اور اسے منہ میں پکڑ کر کنوئیں کے طاقچوں میں پاؤں رکھتی ہوئی پانی کی سطح تک پہنچ گئی۔ موزے کو پانی سے بھر کر منہ میں پکڑ لیا۔ اور کنوئیں سے باہر آگئی۔ اس طریق سے اس نے کتے کی پیاس کو بجھایا۔ ظاہرا تو یہ ایک ادنےٰ سی بات معلوم ہوتی ہے لیکن خداوند تعالیٰ کی نگاہ میں یہ بڑی سخاوت اور نیکی کا فعل ہے کیونکہ وہ انسان پرند اور جانور سب کا خالق ہے۔ اور اسکی لا انتہا محبت سب کے لئے یکساں ہے۔ وہ ایک چیونٹی کی بھی ویسی ہی خبر رکھتا ہے۔ جیسے ایک عظیم الشان بادشاہ کی ایک دفعہ نبی کریم صلعم نے ایک فوت شدہ عورت کے متعلق فرمایا کہ اسے عذاب ہو رہا ہے کیونکہ وہ اپنی بلی کو پیاسا باندھ رکھتی تھی۔ ایک موقع پر آپنے ایک اونٹ کو دیکھا کہ اس کا پیٹ بھوک سے اسکی چھاتی کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ آپنے اسکے مالک کو بُلایا

اور اس بے رحمی کے سبب اسے خداوند تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا۔ سفر کے دوران میں آپ نے ایک جگہ قیام کیا۔ آپ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کسی پرندے کے آشیانہ سے ایک انڈا اٹھالیا۔ پرندے نے جب دیکھا کہ اس کا انڈا وہاں موجود نہیں تو وہ نہایت بے تابی سے ادھر اُدھر اڑنے لگا۔ یہاں تک نبی کریم صلعم کی توجہ اس طرف ہوئی۔ آپ نے پوچھا کسی نے اس پرندے کا انڈا اُٹھالیا ہے۔ جو یہ اتنا بے قرار ہے۔ ایک شخص نے اعتراف کیا۔ کہ اس نے اُٹھایا ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ انڈے کو اسی جگہ رکھ دیا جائے۔ اللہ کی محبت اور رحم سب مخلوق کیلئے یکساں ہے۔ اسلئے جب نبی کریم صلعم سے پوچھا گیا کہ مذہب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔

"اللہ کی اطاعت اور مخلوق سے محبت"

اس اسرائیلی عورت کو کیا علم تھا کہ خدا کی ایک حقیر مخلوق سے احسان کرنے کے عوض میں خداوند تعالیٰ نے اُسے بڑے اجر کا حقدار بنا دیا ہے۔ جب اس واقعہ کی خبر نبی کریم صلعم کو ملی تو آپ نے اس عورت کو مبارکباد دی اور اُسے خوشخبری سُنائی کہ خداوند تعالیٰ اسکے حسن سلوک سے اتنا خوش ہوا ہے۔ کہ اسکے تمام پہلے گناہ معاف ہو گئے ہیں اور اس کی جگہ بہشت میں ہے +

لمعات انوار محمدیہ

حضرت رسولکریم صلعم کے پاک حالات آپکے خلق عظیم کا آئینہ حسن معاشرت کا فوٹو علمی ادبی اخلاقی و اصلاحی مضامین کا دلنواز مجموعہ آنحضرت صلعم کے مختلف شعبہائے زندگی کا دلکش مرقع حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مسلم مشنری و حضرت مولوی صدر الدین صاحب بی اے۔ بی ٹی و حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی۔ و جناب شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر ایٹ لاء و جناب محمد مارمیڈیوک پکتھال صاحب۔ و جناب الیس۔ ایچ لیڈر مصنف دیزرٹ و دیگر مشاہیر قوم کے گرانقدر مضامین ہیں جو نہایت قابل دید ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کو مختلف حیثیتوں میں پیش کیا گیا ہے قیمت ۶ر بجلد مجلد ۱۰ ر

المشتھر۔ مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاھور

اتفاق بین المسلمین

اور

اشاعت اسلام

آج مسلمان ادبار و نکبت کے آخری درجہ کو پہنچ چکے۔ انکی عظمت وشوکت اور جلال و کمال کے آفتاب کو گھن لگ چکا۔ ان کے مصائب و تکالیف کی کچھ انتہا نہیں رہی مدت سے وہ خواب غفلت میں پڑے خراٹے رہے تھے۔ رفتار زمانہ نے انہیں ہر چند جگانے کی کوشش کی لیکن نہ اٹھنا تھا نہ اُٹھے لیکن یہ امر باعث اُمید افزا ہے کہ اب ہماری آنکھیں کھل گئیں ہماری رگوں میں غیرت وحمیت کی لہر دوڑنے لگی۔ ہم اپنے تنزل کے اسباب پر غور و فکر کرنے لگے۔ اور بہترین ذریعہ سے ان کے دفعیہ کیلئے ہاتھ پاؤں مارنے لگے :-

جب تک ہم اپنے مرض کی صحیح تشخیص نہیں کرینگے اس وقت تک ہمکو شفائے کلی حاصل ہونی محال ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ چند روز کیلئے ہمیں افاقہ ہو جائے لیکن یہ یاد رہے۔ کہ مرض دوبارہ عود کر آئیگا اور ہمیں غار ہلاکت میں پہنچائیگا۔

اگر ہم چودہ سو سال کی تاریخ کی ورق گردانی کریں اور چند منٹ کیلئے اپنی پُر آشوب حالت کے اسباب پر ٹھنڈے دل سے غور کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ

ہمیں جس چیز نے کھویا وہ تفریق و تحزب تھا
یہی وہ شئے ہے جو بربادئ مسلم کے درپے ہے
(شبلی)

مسلمانوں میں جس وقت سے اختلاف پیدا ہوا اس دن سے ان کے تمام کاموں سے برکتیں جاتی رہیں۔ انکے اخلاق و عادات بگڑ گئے۔ اور ان سے تمام نعمتیں چھن گئیں۔ اختلاف تو ایک نہایت ہی عمدہ شئے ہے لیکن ہمنے اختلاف کو مخالفت کا جامہ پہنا دیا جسکو شارع اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام

اختلاف اُمتی رحمۃ نے کہ ہمارے لئے رحمت قرار دیا تھا۔ ہمنے اسے اپنے لئے باعث زحمت بنا لیا۔ اگر ہم صحیفۂ قدرت کا مطالعہ کریں تو ہر چیز کی ترقی اور نشو و نما کیلئے ہم اختلافات اور تغیرات تو ضروری پائیں گے لیکن ایک مقررہ حد تک۔ اگر ہم حدود اللہ سے تجاوز کر جائیں۔ تو وہی شئے جو کچھ دیر قبل ہمارے لئے باعث برکت تھی لعنت ہو جائیگی اس سے میرا منشا یہ ہرگز نہیں ہے کہ تمام اسلامی فرقے اپنی خصوصیات کو ترک کر دیں۔ کیونکہ یہ ایک امر محال ہے اور کسی محال شئے کیلئے کوشش کرنی سراسر حماقت ہے۔ اس بیان سے میرا مقصد صرف یہی ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقے آپس کے اختلاف کے باوجود مشترکہ کاموں میں ایکدوسرے کا ہاتھ بٹائیں۔ رُحما بینھم اور تعاونوا علی البر والتقوی کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ تبلیغ مذہب۔ اشاعت قرآن وحفاظت اسلام مشترکہ کام ہے۔ اہیں آپس کے اختلافات کو ہرگز دخل نہ دیں۔ ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ جس کسی کو اس میں سرگرم دیکھے اسکی مدد کرے۔ ہم کو یہ نہیں دیکھنا چاہئے۔ کہ کام کرنیوالے کون ہیں۔ بلکہ کام کو دیکھنا چاہئے کہ کیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں "قائل کی طرف مت دیکھو بلکہ قول کی طرف دیکھو"۔

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ چونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسلمانوں کے بہتر فرقے ہونگے۔ اسلئے باہمی اتفاق ہونا ناممکن ہے۔ لیکن انما المومنون اخوۃ صاف بتلا رہا ہے کہ مسلمانوں میں اختلاف کے باوجود اتفاق ممکن ہے۔ آج جتنے فرقے ہیں سب اپنے کو ناجی سمجھتے ہیں اور نتیجۃً جنتی۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ کسی فرقہ (خواہ وہ ناجی ہی کیوں نہ ہو) کے تمام پیرو معصوم نہیں ہو سکتے۔ اور اسلئے وہ جنت کے مستحق نہیں ہو سکتے میں اس حدیث کا یہ مطلب سمجھتا ہوں۔ کہ تمام فرقوں کے گنہگار بقدر اپنے معاصی کے سزا پا کر داخل جنت ہونگے لیکن ہر فرقہ کے پرہیزگار اور خدا ترس کی جماعت جو ہوگی وہ ناجی ہوگی۔ اور فوز العظیم کی مستحق ہوگی۔ چنانچہ "اثنا سبعون فے النار واحد فی الجنۃ وھی الجنۃ" کا میں یہی مطلب سمجھتا ہوں۔

برادران! گذشتہ چودہ سو سال میں ہمنے باہمی مخالفت کر کے اس کا خمیازہ اُٹھایا

آج جو ہماری حالت ہو رہی ہے وہ ہمارے لئے تازیانہ عبرت ہے۔ اب ہمکو چاہیئے کہ متفقہ اور متحدہ قوت سے کام کرنا سیکھیں۔ اور ہماری پراگندہ قوتوں کو مرکز پر لاکر اسکی شیرازہ بندی کریں۔ اور مسلمانوں میں اتفاق کی رُوح پھونکیں۔ چنانچہ چند سال ہوئے ہندوستان کے چند علماؤں نے جو زشک انبیاء بنی اسرائیل کے مصداق تھے مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت کا اندازہ کرکے ندوۃ العلما کی بنیاد ڈالی تاکہ مختلف فرقوں میں عناد و کینہ کے عوض محبت و ارتباط کی رُوح پھونکی جائے لیکن افسوس ہے کہ اس کو اپنے مقاصد میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ ۱۹۰۶ء میں مسلمانوں کے سیاسی لیڈروں نے قوم میں سیاسی اتفاق کرنے کی کوشش کی۔ اور مسلم لیگ کے ذریعے سے ان کو اپنے فرائض سے آگاہ کرنا چاہا لیکن اسے بھی حسب خواہش کامیابی نہیں ہوئی۔ آج ہم خلافت کمیٹی اور جمعیتہ العلماء ہند کو عالم وجود میں آتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ خلافت کمیٹی نے نہ صرف ہند بلکہ اسلامی دُنیا میں اخوت کی رُوح پھونکدی ہے۔ اور جمعیتہ العلماء نے مختلف فرقوں کے علماؤں کو مشترکہ مقصد کے حصول کیلئے ایک پلیٹ فارم پر لاکر کھڑا کردیا ہے۔ آج یہ تمام جمعیتیں کسی نہ کسی رنگ میں اشاعت مذہب۔ تبلیغ تعلیمات قرآن اور حفاظت اسلام کی اہم خدمت کررہی ہیں۔ چنانچہ ان اللہ لا یجمع امتی او قال اُمتہ محمد علی ضلالۃ۔ یعنی خداوند تعالیٰ امت محمدیہ کو ضلالت کیلئے متفق نہیں کریگا۔ صاف ظاہر کررہا ہے۔ کہ تبلیغ مذہب و کتاب آسمانی مشترکہ کام ہے۔ اور اسکی تکمیل کے لئے کوشش کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے علماؤں اور لیڈروں کو چاہیئے کہ ملک میں اتفاق کے برکات کا پرچار کریں۔ اور لوگوں کو نااتفاقی کے خوفناک نتائج سے آگاہ کردیں۔ خدا نے آج ہمارے لئے یہ سنہرا موقع پیدا کیا ہے۔ ہمکو چاہیئے کہ اسکو ہاتھ سے نہ جانے دیں +

اتفاق بین المسلمین ہی وہ زینہ ہے جسکے ذریعے ہم دوبارہ بام رفعت پر پہنچ سکتے ہیں۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنی ہر دلعزیز کتاب "اسلام میں کوئی فرقہ نہیں" میں اس پر مفصل بحث کی ہے اور صاف بتلادیا ہے۔ کہ ہماری تباہی کے موجب ہمارے تفاق

باہمی اور مخالفت ہوئے ہیں ✤

اب میں چند بزرگوں کے خیالات آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ اس بارے میں ان کی کیا رائے ہے شمس العلماء مولانا حافظ نذیر احمد خاں صاحب تے جو لیکچر انجمن حمایت اسلام لاہور کے دسویں سالانہ جلسہ میں بعنوان اخوت اسلامی دیا تھا۔ فرماتے ہیں کہ

پیغمبر صاحب کو بڑی تمنا تھی کہ مسلمان کثرت سے ہوں اور فرمایا کرتے تھے ایا ھی بکم الامم (میں تمہاری وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کرونگا) سو مسلمانوں نے اچھا اس تمنا کو نباہا کہ غیروں کو اپنے میں ملانے کی کوشش تو در کنار اگلوں کی محنت سے جو صورتیں اسلام میں دکھلائی دیتی ہیں ان ہی کے نکالنے کے پیچھے پڑے ہیں ..... ہر ایک فرقے کے مولوی کو سامنے بٹھاؤ اور مسلمانوں کی مردم شماری کا رجسٹر سامنے رکھو اور جسکو کافر کہتا جائے کاٹتے چلے جاؤ انجام یہ ہوگا کہ خدا نے چاہا سارے ہندوستان میں ایک متنفس مسلمان باقی نہیں رہیگا سنیوں کو شیعے کافر کہینگے شیعوں کو سنی۔ مذاہبیوں کو بدعتی۔ بدعتیوں کو وہابی مقلدوں کو غیر مقلد۔ غیر مقلدوں کو مقلد۔ مجھ کو تم۔ تم کو میں۔ و اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا۔ ولا تکونوا کالذین تفرقوا و اختلفوا (اور اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو اور ایکدوسرے سے علیحدگی مت اختیار کرو۔ اور ان لوگوں جیسے نہ ہو جنہوں نے آپس میں پھوٹ ڈالی اور اختلافات پیدا کئے) کی کیا خوب تعمیل ہے کیوں جی ولا تفرقوا کے معنے کیا ہیں مسلمانوں میں تفرق واقع ہوا ہے و متفرق واقع ہوا ہے اختلاف رائے بدیہی ہو یا غیر کی اختیاری بات نہیں تو کیا لا تفرقوا معاذ اللہ مہمل ہے یا خدا ہم سے طلب محال کرتا ہے۔ نہ حکم مہمل ہے اور نہ طلب محال ہے بلکہ لا تفرقوا کے یہ معنے ہیں کہ گو تم میں اختلافات ہوں بھی تاہم تم ایکدوسرے سے جدا نہ سمجھو ان اختلافات سے نفس اسلام میں کوئی خلل نہیں آتا۔ پیغمبر صاحب نے تو بس ایک ہی بات کہہ رکھی تھی کہ لا الہ الا اللہ اور وہ اہلکتاب سے پکارتے تھے۔ تعالوا

الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون (اے اہلکتاب آؤ ہم تم یکساں طور پر ایک بات تسلیم کرلیں کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اسکے ساتھ کسی کو شریک بنائیں اور نہ خدا کے سوائے کوئی آدمی کسی آدمی کو خدا مانے اس پر بھی اہلکتاب بگڑیں تو ان سے کہدو کہ سن رکھو ہم تو اسی ایک خدا کے فرمانبردار ہیں) ایک صحابی نے کسی قصور پر اپنی لونڈی کو طمانچہ مار دیا پیغمبر صاحب کو خبر ہوئی۔ اور اس لونڈی کا کفر و اسلام بھی مشتبہ تھا۔ آپ نے اس لونڈی کو بلا کر پوچھا کہ تو خدا کو بھی پہچانتی ہے۔ اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا پھر آپ نے پوچھا۔ اور میں کون ہوں۔ بولی آپ اسی کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ اس پر پیغمبر صاحب نے ان صحابی سے فرمایا یہ تو اچھی خاصی مسلمان ہے اسکو آزاد کردو۔ سبحان اللہ کیسا آسان امتحان تھا۔ خدا نہ کرے کہ آجکل کے مولوی اگر امتحن ہوں تو یہ سمجھ جیسے جید مسلمان کو بھی فیل کردیں ٭

مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے جو لکچر آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کے سالانہ جلسہ منعقدہ مدراس میں بعنوان "اتفاق و اتحاد" دیا تھا۔ فرماتے ہیں کہ

اتحاد اس یگانگت کو کہتے ہیں جسمیں کسی قسم کی بیگانگت یا اختلاف نہ ہو اور اتفاق اسکو کہتے ہیں جسمیں دو یا چند اشخاص کا نصب العین اور مقصود ایک ہونا چاہئے وہ آپس میں کسی ایک یا کئی ایک امور میں مختلف ہوں۔ مگر کسی امر میں مقصود ان کا ایک ہے تو ان کو متفق کہا جائیگا۔ ایک چیز ہے جسے آنکھ دیکھتی ہے۔ دل چاہتا ہے ہاتھ پکڑنا چاہتا ہے۔ پاؤں اسکی طرف قدم مارتے ہیں تو جا کر کہیں کامیابی ہوتی ہے۔ یہ اعضائے انسانی جیسے آپس میں مختلف الماہیتہ ہیں۔ غرض میں بھی مختلف ہیں۔ اور ایک دوسرے کی مدد نہ کریں تو نہ دل کی مراد پوری ہو سکے نہ ہاتھ کی آنکھ کی نہ پیر کی پس مسلمانوں کے فرقوں کو ہمدردی اور اشاعت اسلام میں ایک ہو جانا چاہئیے گو باہمی کئی ایک امور میں ان کا اختلاف ہو ورنہ اسلام کی ہمدردی اسی طرح بیکار رہ جائیگی۔ حنفی

شافعی اہلحدیث وغیرہ خواہ کتنے ہی آپس میں مختلف ہیں لیکن خلافت کے مسئلہ میں سب متفق ہیں۔ اسلئے جب کبھی یہ مسئلہ پیش آئے فوراً سب کو ایک ہو جانا چاہیئے اسی طرح شیعہ سُنّی گو کتنے ہی مختلف ہیں لیکن رسالت کا مسئلہ جہاں پیش ہوا فوراً سب کو ایک ہو جانا چاہیئے۔ یہ ہے صورت اتفاق کی +

مولانا محمد علی صاحب مترجم قرآن در انگریزی اپنے مضمون مسلمانوں کے موجودہ مشکلات اور ان کا حل میں لکھتے ہیں کہ:۔

اجتماع اور اتحاد کے برابر کوئی طاقت نہیں جس قدر اور جب اسلام کو نقصان پہنچا ہے۔ تو اکثر حالات میں یہی معلوم ہوگا کہ وہ مسلمانوں کی باہمی تفرقہ سے پہنچا ہے۔ اسلئے مخالفین اسلام بھی اسلام کے خلاف جب کوئی ہتھیار چلانا چاہتے ہیں تو پہلے آپس میں تفرقہ کر دیتے ہیں۔ اور اس صورت میں اپنا مقصد آسانی سے حاصل کر لیتے ہیں۔ اس کے بالمقابل مسلمانوں کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ آپس کے اتفاق و اتحاد کو اپنے مقاصد میں کامیابی کا سب سے پہلا ذریعہ بنائیں خود اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس اتحاد کو کامیابیوں کی جڑ بتلایا ہے (اخبار مدینہ یکم فروری ۱۹۳۰ء)

امام الاحرار مولانا ابوالکلام صاحب آزاد اپنی کتاب تذکرہ (حصہ اول صفحہ ۵۳) میں لکھتے ہیں کہ:۔

"فساق و فجار خرابات میں بھائیوں کی طرح ایکدوسرے کی تندرستی کا جام صحت پیتے ہیں۔ اور چور اور ڈاکو مل جل کر رہزنی کرتے ہیں۔ مگر یہ گروہ (علمائے دین کا) خدا کی مسجد اور زہد و عبادت کے صومعہ و خانقاہ میں بیٹھ کر بھی متحد و یکدل نہیں ہو سکتا اور ہمیشہ ایکدوسرے کو درندوں کی طرح چیرتا پھاڑتا اور پنجہ مارتا رہتا ہے۔ میکدوں میں محبت کے ترانے اور پیار و الفت کی باتیں سننے میں آجاتی ہیں۔ مگر عین محراب مسجد کے نیچے پیشوائی اور امامت کے لئے ان میں سے ہر ایک دوسرے ہاتھ کی گریبان پر پڑھتا اور خونخواری کی ہر آنکھ دوسرے بھائی کے خون پر لگی ہوئی ہے +

نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید مہدی علیخان نے ۲۹ دسمبر ۱۸۹۰ء کو جو لیکچر محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس پنجم بمقام الہ آباد بعنوان مسلمانوں کی ملکی اور علمی ترقیوں کی تاریخ اور پھر ان کے تنزل اور اسکے اسباب پر دیا تھا۔ اس کا ایک حصہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

مسلمانوں میں اختلاف کا پیدا ہونا اور مسلمانوں کے متفرق فرقے ہو جانا بھی ہمارے زوال کے بڑے اسباب میں سے ایک بڑا سبب ہے۔ اور ان میں سب سے بڑا اختلاف مذہبی اختلاف ہے۔ جس کا بیج ابتدائی زمانہ میں پڑا اور امامت کا جھگڑا اس کا سبب ہوا۔ اس سے مسلمان جن کی تعریف میں خدا نے فرمایا تھا۔ فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانا (تم خدا کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے) ایکدوسرے کے دشمن ہو گئے اور کافروں کو چھوڑ کر آپس میں لڑنے لگے حقیقت میں وہ بغض و عناد کا بیج جو امامت کے اختلافی مسئلہ سے عرب کی زمین اور مسلمانوں کے دلوں میں پڑا۔ وہ اپنے بڑے بڑے تلخ اور زہریلے پھل لایا۔ اسنے مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہا دیں اسلام کی مضبوط بنیاد کو ہلا دیا غیروں کو حملہ کرنے اور اسلام پر غالب آنے کی جرأت دلائی۔ باہمی محبت اور اختلاط اور ہمدردی کا نام نہ رکھا۔ اس سے مسلمانوں کی باہم سلطنت اور ریاست پر ہی لڑائیاں نہیں ہوئیں بلکہ اس کا مہلک اثر قبیلے اور ہر خاندان بلکہ ہر گھر میں ہونے لگا۔ اور نہایت قوی ہے وہ اب تک موجود ہے پھر یہ اختلاف اسی پر نہ ٹھیرا بلکہ دوسری شکل اور دوسرے رنگ میں جلوہ دکھانے لگا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں اور خفیف سے خفیف مسئلوں میں اتنا اختلاف ہو گیا کہ اسلامی جماعت کی صورت ہی نظر نہیں آتی اور اختلاف اور جھگڑے کے سوا سے اتحاد کا نام و نشان تک کہیں پایا نہیں جاتا ساری اسلامی زمین میں کہیں مجموعی قوت کا سایہ تک نظر نہیں پڑتا۔ چونکہ دین ہی نے اتفاق پیدا کیا تھا اور یہی وہ بڑی نعمت تھی جو خدا نے ہم کو دی تھی۔ اور یہی وہ بڑا احسان ہے جو ابتدا میں اس نے ہم پر کیا تھا جسکو امتناناً خود فرماتا ہے۔ الف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم

ان لوگوں دلوں میں الفت دی۔ اگر تو ساری زمین کی چیزیں خرچ کرتا تو ان کے دلوں میں الفت نہ پیدا کرسکتا لیکن یہ الفت ان میں خدا نے پیدا کی۔ آخر دین ہی کے اختلاف سے اسکی بنیاد شروع ہوئی۔ اور یہ نعمت خدا نے ہم سے لے لی۔ اور ہمکو اختلاف اور جھگڑوں اور فسادوں میں ڈالکر سیاہ رکھا دین کا۔ ملکوں کو جانے دیجئے سلطنتوں کا ذکر نہ کیجئے صوبوں اور شہروں پر خاک ڈالئے۔ کوئی دو خاندان نہ دو گھر بلکہ دو دل مسلمانوں کے ایسے بتا دیجئے کہ ان میں اتفاق ہو اور ایکدوسرے سے عداوت اور دشمنی یا رشک و حسد رکھتا ہو اور سیاندہی اور کیا دنیوی۔ کیا خانگی کیا خیالی باتوں سے اس کمبخت نفاق اور اختلاف کے سبب دو مسلمان ایک دوسرے کے مخالف نظر نہ آتے ہوں ......

نواب ممدوح نے جو لکچر ۲۴ مئی ۱۸۹۲ء کو بعنوان "اشاعت اسلام" بمقام بمقام حیدرآباد دیا تھا۔ دوران تقریر میں آپنے کہا کہ

اس وقت مسلمانوں کے اختلافات کی وہ ترقی ہے کہ ایک خاندان میں ایسے دو مسلمان بھی نہ ملینگے جو اصول وعقائد تو درکنار۔ فروع اور فروع میں بھی نہایت چھوٹے چھوٹے مسئلوں میں جھگڑے یا ایکدوسرے کی تکفیر نہ فرماتے ہوں۔ ان بہتر مذہبوں کو جانے دو جو اسلام میں مشہور ہیں کسی ایک فرقے ہی کو لے لو۔ اور ان میں جو اختلاف اور اختلاف سے مخالفت اور مخالفت سے عداوت ہو رہی ہے۔ اس پر نظر کرو۔ تو سوائے ناامیدی اور اسلام پر افسوس کرنے کے کوئی دوسری حالت نظر نہ پڑیگی۔ مثلاً اہلسنت کے فرقے کو لیجئے جسمیں میں بھی داخل ہوں اور اکثر حاضرین مجلس۔ اور خیال کیجئے کہ اسکا کیا حال ہے۔ اگر انصاف اور غور سے دیکھو تو غالباً ستر سے زیادہ اسی ایک فرقے کی شاخیں ہونگی جنمیں طرح طرح کے پھل پھول لگے ہوئے ہیں۔ اور قسم قسم کے جھگڑے ذری ذری سی بات پر دن رات ہوتے رہتے ہیں کہیں ہاتھ ناف سے اوپر رکھنے نہ رکھنے پر جھگڑا

کہیں آمین بالجہر کہنے نہ کہنے پر تکرار کہیں انگشت شہادت اُٹھانے نہ اُٹھانے پر لڑائی کہیں ضالین اور دوالین کہنے پر فوجداری۔ غرضیکہ جتنے مُنہ اتنی باتیں جتنے آدمی اتنے جھگڑے۔

نواب موصوف نے اپنے اور ایک لکچر میں جو انھوں نے ۲۹ دسمبر ۱۹۰۴ء کو محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس نہم کے موقع پر دیا تھا۔ فرماتے ہیں:۔

"حضرات! غفلت اور نا اہلیت سے بڑھ کر قوم کی خرابی کا بڑا سبب اختلاف ہے۔ اور اختلاف بھی ایسا جو مخالفت اور عداوت کے درجہ پر پہنچ گیا ہے جس سے ایک بھائی دوسرے کی تضلیل اور تکفیر کرتا اور اسے دینداری سمجھتا ہے ...... قومی کام میں مذہبی تفرقہ کا مٹانا اور فروعی اختلاف کو خانگی مجلس ہی میں محدود رکھنا۔ اور ایک خدا ایک رسول اور ایک قرآن کے ماننے والوں کا اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے کاموں میں ایک دل ہونا درحقیقت کامیابی کا پہلا زینہ ہے۔ اگر کوئی شخص اسلام کی محبت اور مسلمانوں کی خیرخواہی کا دعوےٰ کرے۔ اور اس زینہ پر قدم نہ رکھے۔ وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے دوسری قوموں کو دیکھئے کہ وہ مقامی اختلافات کے مٹانے میں کیسی سرگرم ہیں۔ غرض مشترکہ کے حاصل کرنے کی خواہش کس گرمجوشی سے ان میں بڑھتی جاتی ہے۔ کس طرح وہ ایکدوسرے سے برادرانہ محبت اور اتفاق پیدا کرتی جاتی ہیں اور فوائد باہمی کی تحقیق اور تحصیل میں کیسی مستعد ہیں۔ مگر ہم جن کا ایک خدا۔ ایک رسُول اور ایک دین ہے۔ صرف فروعی مسائل کے اختلاف سے ایکدوسرے کے دشمن۔ ایکدوسرے سے متنفر اور ایکدوسرے سے جدا ہیں۔ اور افسوس تو اس پر ہے کہ یہ دشمنی اور نفرت اور جُدائی روز بروز بڑھتی جاتی ہے"۔

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث امرتسر اپنے اخبار مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۲۲ء کے پرچہ کے مقالہ افتتاحیہ میں لکھتے ہیں کہ

"خالق فطرت نے جس طرح انسان کی صُورت شکل جدا بنائی ہے فہم و فراست بھی

جُدا ہوئے ہیں - ایک ہی مسئلے میں دو دوست بلکہ دو سگے بھائی ایک ہی مذہب کے پیرو ایک ہی اُستاد کے شاگرد باوجود نیک نیتی کے مختلف الرائے ہوتے ہیں یہاں تک کہ یہ اختلاف صحابہ کرام میں بھی ہم کو نظر آتا ہے - قرآن پاک کا ارشاد

لا یزالون مختلفین

(لوگ ہمیشہ مختلف الخیال رہینگے)

.... ہر مسلمان اپنے خیالات کی اشاعت بذریعہ تقریر اور تحریر اخبار ہو یا رسائل ہر طرح کرنے کا مجاز ہے - اس موقع پر پہنچکر مسلمانوں کے طریق کار کی دو قسمیں ہو جاتی ہیں - ایک مبلغین کی - دوسری ساکنین کی .... اسمیں شک نہیں کہ ہم مبلغین کے مداح ہیں - مگر جب تک وہ اپنی حدود میں رہیں لیکن جب وہ اپنی حدود میں ہیں لیکن جب وہ اپنی حدود سے تجاوز کر جائیں - تو نہ ہم ان کے مداح اور نہ خدا انکا مددگار - اب سوال یہ ہے کہ حدود کیا ہیں جتنا کام کسی کا خلاف شرع ہو اسمیں اختلاف کیا جائے - اور جتنا کام اسکا اچھا ہو - اسکی تحسین کی جائے - اور امور مشترکہ میں کوئی جدائی نہ ہو +

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب باغیوں نے محصور کیا تو آپنے ایک سوال کے جواب میں فرمایا اذا احسن الناس فاحسن معھم و اذا اساؤ فاجتنب اسائتھم (بخاری) جب لوگ اچھا کام کریں ان کے ساتھ ملکر اچھا کام کیا کرو - جب بُرا کریں تو ان کی بُرائی سے ہٹ جایا کرو" قرآن و حدیث کی بھی یہی تعلیم ہے کہ نیک کام میں مدد کرو اور بُرے کام میں مدد نہ کرو +

اس اصول کے مطابق جب فریق کو کسی فریق سے کسی مسئلے میں اختلاف ہو وہ اسمیں جُدا ہو سکتا ہے لیکن اس کے تمام اعمال اور مساعی کو بنظر حقارت دیکھنا کسی طرح جائز نہیں - اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے - کہ جو کام اصول اسلام کا ہو اسمیں سب کو متفق ہو جانا ضروری ہے - جو فریق اس اصول کو واجب العمل نہ جانیگا وہ قصوروار ہے - .... مختصر یہ ہے کہ فرقہ بندی ان معنے سے کہ محض اختلاف رائے سے ایک قدرتی فعل ہے - اس سے آگے بڑھ کر باہمی تنفر تک نوبت پہنچاتا

جس سے یہ نتیجہ پیدا ہو کہ کسی اصلی کام میں بھی شریک نہ ہونا البتہ قبیح امر ہے جو قرآن حدیث اور فطرت سلیمہ کے خلاف ہے +

مولانا موصوف ۲ جون ۱۹۲۲ء کے پرچہ میں "جرمنی میں تبلیغ اسلام" کے مضمون پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

آپ نے علماء کے مشاغل خاصہ پر بہت کچھ لے دے کی ہے - مگر اصلاح کی راہ بھائی میرے خیال میں اسکی راہ ایک ہی ہے جس کو قرآن مجید نے نہایت اعجاز سے کلمۃ سواء بیننا و بینکم سے تعبیر فرمایا ہے جس کا مطلب اہل منطق کی اصلاح میں یوں ہے کہ افراد کا اختلاف نوع میں ختم - اور انواع کا اختلاف اجناس میں معدوم اور اجناس کا خمار جنس عالی میں منعدم یعنی ہر کام جو مجھ میں اور آپ میں برابر کا مشترک ہے - اسمیں بقول صوفیہ

ہم نہ تُم - دفتر گُم

بس یہی ایک اصول ہے علماء اہلحدیث بلکہ علماء اسلام کے مل بیٹھنے اور ملکر کام کرنے کا انہی معنے میں مولانا جامیؒ مرحوم نے متصوفانہ مذاق میں ایک شعر لکھا ہے

بندۂ عشق شدی - ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اڈیٹر صاحب اخبار وکیل امرتسر اپنے اخبار مورخہ ۵ جولائی ۱۹۲۲ء میں بعنوان "دنیا کیا کر رہی ہے - اور ہم کیا کر رہے ہیں" لکھتے ہیں کہ اسلام نے ہمیں اسلام کی شفیق آغوش میں کھینچ کر یہ تعلیم دی تھی کہ تمہیں آپس میں بھائی بھائی بنایا گیا ہے - تم ایکدوسرے کے دشمن تھے تم میں اخوت کا رشتہ قائم کیا گیا ہے تمہارے دلوں میں ایکدوسرے کی محبت ڈالی گئی ہے - اور تمہیں ایک دوسرے کے قریب ترلایا گیا ہے - اور تمہیں واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا کی تعلیم دی گئی ہے - یہ وہ تعلیم ہے جو اس وقت بھی جلی حروف اور نمایاں الفاظ میں قرآن مجید کے اندر مختلف اوراق پر موجود ہے اور ثبت ہے - ہم ہمہ زاں الفاظ

اور ان فقروں کی تلاوت کرتے ہیں۔ اگرچہ ہمارے مواعظ اور مساجد میں ان کا اعادہ اور ذکر نہیں ہوتا۔ اگر ایک طرف دنیا کی دوسری قومیں اور دوسرے مذہب غیروں شودروں بھنگیوں اور چوہڑوں کو اپنا بنا رہے ہیں۔ اور ان کی دلدہی کے واسطے سر بکف کوشش کر رہے ہیں۔ اور تمام پچھلی پابندیاں توڑ کر ان کا خیر مقدم کرنیکو تیار ہیں۔ تو ادھر ہم تازیانۂ کفر و ارتداد سے اپنوں ہی کو دائرۂ اسلام سے خارج کرنے میں مصروف ہیں۔ ہماری تمام کوششیں کہ رہی ہیں کہ پیروانِ اسلام میں سے صرف ایک ہی فرقہ مسلمان ہے۔ نجات کا حال تو خدا ہی جانتا ہے۔ مگر ہمنے بطور خود یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ وہی لوگ مسلمان ہیں یا ہو سکتے ہیں جنہیں ہم اپنے نقطۂ خیال سے مسلمان کہیں۔ اگر اس کا ثبوت اور سبب دریافت کیا جائے تو سوائے اسکے اور کیا جواب ہو سکتا ہے کہ چونکہ ہر ایک فرقہ کے اجتہادات جداگانہ اور دلائل منفردانہ ہیں اس واسطے اگر ایک قوم یا ایک فرقہ الف کے کہنے سے کافر ہے تو دوسری قوم اور دوسرا فرقہ ب کے افتاء سے مختلف فتاویٰ اور تحریرات کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ ایک شخص اپنی شخصیت کے مقابلہ میں دوسروں کو کافر کہ رہا ہے۔ ایک ہی کلمہ پڑھتے ہیں۔ ایک ہی رسول کو مانتے ہیں۔ اور ایک ہی قرآن ہے۔ پھر بھی ایکدوسرے کو دائرہ اسلام سے خارج کر رہے ہیں۔ ایکطرف حکومت اور دنیاوی شوکت و صولت آپس کی کشمکش سے تذرادبار ہوئی۔ اب دوسری طرف مذہبی خرخشہ اور حیص بیص میں (خاکم بدہن) ملت بھی رخصت ہونیوالی ہے دنیا کے دوسرے مذہب ہزاروں صدیوں کے بچھڑوں کو ملا رہے ہیں۔ اور ہم ہیں کہ صرف ۱۴ صدی کے بھائیوں کو ایکدوسرے سے جدا کر رہے ہیں۔ دیکھتے ہیں مگر اس بازیچۂ کفر و ارتداد سے باز نہیں آتے ۔

ہم جانتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے یہ خرخشے بمشکل ہی مٹینگے۔ کیونکہ ہمیں پچھلی کہانیاں خاموشی سے کہ رہی ہیں کہ اسلام کے بڑے بڑے مشاہیر بھی اِس

گرداب میں ڈھکیل دیئے گئے۔ اب جن کی تعظیم مسلمان کے دل و دماغ میں متمول ہے۔ مگر وہ زمانہ کچھ اور تھا اس عہد میں اگر پچھلے کفر کی بحث کرنیوالے بھی زندہ ہوتے تو وہ بھی خاموش رہتے۔ اس عہد میں اسلام اور مسلمان جس گرداب ادبار و ذلت میں غرق ہیں۔ اس کا اقتضا یہ نہیں ہے۔ کہ اب رُخ نہ بدلا جائے غضب ہے کہ دنیا اسلام کو اپنا تختۂ مشق بنانے میں مصروف ہے۔ اور ہم ہیں کہ خود اپنے ہی ہاتھوں سے زید و عمر کی بحثوں میں ان مصائب کو اور بھی دوبالا کر رہے ہیں ؎

ایکہ نشناسی خفی را از جلی ہوشیار باش اے گفتار ابوبکر و علی ہوشیار باش

اگر اس وقت حضرت ابوبکر اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی لباس حیات پہن کر دنیا میں جلوہ افروز ہوں تو وہ مسلمانوں کی اس گستاخی کو دیکھ کر حیران رہجائیں، اور یقیناً ان کو ان راہوں سے دور رکھنے کی سعی بلیغ کریں۔ یہ جھگڑے تو اس وقت تک ہیں۔ جب تک اسلام ہے۔ اور اسلام اس وقت تک ہے جبتک مسلمان ہیں۔ اور مسلمان اس وقت تک ہیں۔ جب تک ان کا احترام دنیا میں ہے۔ جب، یہ نہ رہینگے تو ابوبکر و علی کا ذکر بھی باقی نہ رہیگا۔ احمدی[1] ساری دُنیا کے مسلمانوں کو کافر کہکر خوش ہولیں۔ اور دوسرے مسلمان ان کو دائرہ اسلام سے خارج کر کے دیکھ لیں۔ اہلحدیث اہل قرآن کی گوشمالی کر کے شاد ہولیں۔ اہلسنت اہل تشیع کی اور اہل تشیع سنیوں کی بدگوئی کر کے دل خوش کرلیں آخر وہ وقت آنیوالا ہے کہ جب یہ سب کے سب قعر ذلت کا آذوقہ ہونگے اسوقت تک اس اندرونی کشاکشی سے جو ہماری حالت ہو چکی ہے۔ وہ دوراندیش و فہمید دلوں سے پوشیدہ نہیں۔ اب ذرا دل تھام کر تماشا کرو کہ اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے +

---

[1] احمدیوں کے دو گروہ ہیں۔ ایک وہ جو میاں محمود احمد صاحب قادیان کے ساتھ ہیں جو ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ ایک لاہوری جماعت احمدیہ جو حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب و حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے ساتھ ہیں جو کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے + مترجم سالا اشاعت اسلام

ایکدوسرے کو کافر بنا کر۔ مرتد کہ کر خوش ہو لو ۔ فتوے بازی ۔ بزرگان سلف اور مشاہیر اسلام کی مساعی جمیلہ کو برباد کر کے دیکھ لو مسجدوں میں خوش ہو لو۔ مقتدیوں کو خوش کر لو۔ مریدوں سے اپنی وجاہت کا اقرار لے لو۔ ایکدوسرے کے رد میں مقابلتہً کتابیں لکھ لو۔ اخبارات کے کالم سیاہ کر لو۔ لیکن یاد رکھو یہ تمام کوششیں خلاف اسلام وخلاف قرآن وخلاف پیغمبر صلعم ہیں ہم سے کہا گیا تھا کہ تم میں سے ایک ایسا فرقہ یا گروہ بھی ہونا چاہئے جو اغیار کو اپنے وعظ و ذکر سے اسلام کی دعوت دے ۔ آج دیکھو اور ذرا آنکھ کھولکر دیکھو کہ کتنے لوگ اس راہ کے سالک ہیں اور کیا کچھ ہمت اسمیں دکھائی جارہی ہے۔ اگر ایک فرقہ کسی غیر کو اپنے میں شامل کرتا ہے تو دوسرے فرقہ والے اسکے مشرف بہ اسلام ہونے کو تسلیم نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ ایسے مسلموں کو بالآخر پھر اپنے متروکہ مذہب کی آغوش میں جانا پڑتا ہے۔ اور اس طرح نہ صرف تبلیغ اسلام کیلئے خود کوئی کوشش نہیں کر رہے ہیں بلکہ جو لوگ برضا ورغبت خود حلقہ بگوش اسلام بننا چاہتے ہیں ہم اپنے طریق عمل سے انکو بھی بیزار کر دیتے ہیں تعجب ہے کہ غیر مذہب والے تو صدیوں کے غیروں کو ملاتے ہیں۔ اور یہاں آنیوالے مہمانوں کی یہ درگت ہو رہی ہے"۔

چنانچہ ان تمام بحثوں سے آپ کو معلوم ہوا ہو گا کہ اس وقت ہمیں اتفاق و اتحاد کی کیسی سخت ضرورت ہے۔ ہم کو چاہئے کہ مسلمانوں کے شیرازہ بندی کرنے کے اسکیم کو عملی جامہ پہنانیکی کوشش کریں ۔ اگر ہم مشترکہ کاموں میں مذہبی اختلافات کو دخل دینگے اور اپنی مخالفتوں سے باز نہیں آئیں گے تو یاد رکھو کہ خداوند تعالیٰ ہمیں بنی اسرائیل کی بھیڑوں کی طرح ذلیل وخوار کرکے صفحۂ ہستی سے ہمارا وجود محو کر دیگا۔ اور ایک دوسری قوم ۔ ایک دوسری جماعت کو ہماری جگہ پر لاکھڑا کریگا جو اتفاق و اتحاد کے خمار میں سرشار ہوگی ۔ جو احکام ربانی اور تعلیمات شارع اعظم کے صدق دل سے پیروی کرنیوالی

ہو گی "۔ وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم (سورۃ محمد) اگر تم رُوگردانی کروگے تو وہ تمہاری جگہ اور دوسرے لوگ پیدا کردیگا وہ تمہاری طرح نہ ہونگے" +

ہم کو چاہئے کہ یہود کی ضلالت چھوڑدیں۔ وہ اسی مرض میں مبتلا تھے جسمیں آج ہم اپنے کو پھنسے ہوئے پاتے ہیں۔ آخر کار وہ تباہ ہوگئے اور اور ذلت ومسکنت ان کو ورثہ میں ملی۔ لن یدخل الجنۃ الا من کان ھوداً۔ یہودیوں کے سوا جنت میں کوئی نہیں جائیگا۔ چنانچہ آج ہم میں سے ہر ایک فرقہ یہی کہتا ہے کہ وہی قابل جنت ہے۔ اور حقیقی مسلمان ہے۔ نحن ابناء اللہ واحباءہ۔ ہم اللہ کے فرزند اور اسکے چہیتے ہیں۔ لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ۔ گنتی کے چند روز کے سوا دوزخ کی آگ ہم کو چھوئیگی بھی نہیں۔ آج ہم بھی اپنے آپ کو ناجی سمجھتے ہیں۔ اور آتش دوزخ سے بری۔ قالت الیھود لیست النصاریٰ علیٰ شیٔ۔ وقالت النصاریٰ لیست الیھود علیٰ شیٔ وھم یتلون الکتٰب۔ یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ کا مذہب کوئی نہیں۔ اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود کا مذہب کوئی نہیں۔ حالانکہ وہ دونوں فریق کتاب آلہی کے پڑھنے والے ہیں "

آج اگر اپنی حالت پر غور کریں تو ہُو بہو یہی بات ہم اپنے میں بھی پائیں گے ہر فرقہ دوسرے کو خارج از اسلام سمجھتا ہے۔ حالانکہ تمام فرقے ایک خدا کے ماننے والے ایک رسول کی امت اور ایک کتاب کے پڑھنے والے ہیں۔

اے مسلمانو! آج دنیا اسلام پر شیدا ہو رہی ہے۔ لوگ آبائی مذہب کو خیر باد کہ رہے ہیں۔ آج میدان ہمارے لئے خالی ہے لیکن افسوس ہے کہ ہمیں کوئی ایسا شہسوار نظر نہیں آتا جو اسمیں اپنی جولانی دکھلائے مسلمانو! اپنی پراگندہ قوتوں کو مرکز پر لاکر ان کی شیرازہ بندی کرو۔ دست اعانت بڑھاؤ اطراف عالم میں اپنے مبلغین روانہ کردو۔ اور خداوند کریم کا آخری پیغام پیاسی دنیا

کو پہنچاؤ۔ ہماری کامیابی لقینی ہے۔ خود خداوند تعالیٰ ہم سے وعدہ کرتا ہے کہ اگر ہم سچے عمل بنینگے تو اسلام کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجیگا۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ و کفی باللہ شھیدا - وہ خدا ہی تو ہے جس نے اپنے رسول محمدؐ کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا ہے۔ تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب رکھے۔ اور دین اسلام کی صداقت کے لئے خدا گواہ بس کرتا ہے"+

آج جرمنی سے آواز آتی ہے کہ ہمیں اسلام کی ضرورت ہے۔ یہی صدا امریکہ۔ افریقہ فرانس جاپان۔ ملایا۔ اور چین سے آرہی ہے۔ کہ ہمیں اسلام پہنچاؤ۔ اس پاک مذہب کی طرف اقوام عالم خود بخود بلا کسی تحریک کے متوجہ ہو رہی ہیں۔ اور بہتوں نے تو اخلاقی جرأت دکھلا کر اپنے مشرف بہ اسلام ہونے کا علے الاعلان اظہار کیا ہے۔ چنانچہ زمانہ ثابت کر رہا ہے کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلایا گیا بلکہ اسکی سچائی اور اسکی صداقت نے ہمیشہ لوگوں کو مسحور اور دلوں کو مسخر کیا ہے ؎

وہی ہے اخلاق محمدؐ نے ترقی دیں کو ہے غلط اسلام پھیلا زور شمشیر کے

اے مسلمانو کوشش کرو اور قلمے۔ درمے۔ سخنے اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کیلئے سعی کرو۔ پیاسی دنیا کو اسلام کے چشمۂ فیض سے سیراب کرو۔ کون کہتا ہے کہ اسلام ایک مردہ مذہب ہے؟ اور اسکی تعلیمات ناقابل فہم اور ناقابل عمل ہیں۔ کون کہتا ہے کہ اسلام جاں بلب ہے اور قریب المرگ ہے نہیں نہیں آپ کو دھوکا ہوا ہے۔ کہیں اسلام (قانون الٰہی) بھی مٹ سکتا ہے؟ ہاں چاند پر بدلی چھا گئی تھی۔ لوگوں نے نادانستگی سے تاریکی ابر کو ظلمتِ شب متصور کر لیا۔ گھبرائیے نہیں۔ اب کوئی دم میں مطلع صاف ہوا جاتا ہے اور بدر چہارم نمودار ہونیوالا ہے۔ اور اسکی روشنی سے کرۂ عالم منور ہوگا ؎

جہاں میں دین احمد کی رسائی ہونیوالی ہے کہ جس پر شیفتہ ساری خدائی ہونیوالی ہے
بجھیگا دین کا ڈنکا مٹیگی کفر کی ظلمت برائی دور ہو نیکو بھلائی ہونیوالی ہے

اب میں اپنے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں اور خداوند کریم سے دُعا کرتا ہوں کہ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم سب ملکر اسلام کی خدمت کر سکیں اور خداوند کریم کا آخری پیغام چار دانگ عالم میں پھیلا سکیں۔ آمین ثم آمین ؎

بکوشید ایں جوانان تا بدیں قوت شود پیدا — بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا
بجنبید از پئے کوشش کہ از درگاہ ربانی — زبہر ناصران دین حق نصرت شود پیدا
اگر دست عطا در نصرت اسلام بکشائید — ہم از بہر شما ناگہ ید قدرت شود پیدا
اگر امروز فکر عزت دیں در شما جوشد — شما را نزد اللہ زینت و عزت شود پیدا

موسیٰ ابراہیم مایت از رنگون

خطبہ عید الفطر

(از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام ووکنگ)

مذہب اور سائنس میں مطابقت

کیا اس کائنات پر ایک عظیم الشان پوشیدہ طاقت حکمرانی نہیں کر رہی۔ وہ ایک ایسی طاقت ہے جسے وہم و تصور میں لانا دشوار ہے لیکن اسکی ہستی ان اٹل قوانین سے ثابت ہے جن کی حکومت عالم کے ہر ایک ذرہ پر ہے۔ اور ان قوانین کے توڑنے پر جو سزا ملتی ہے وہ بھی اسکی ہستی پر ایک دلیل ہے۔ ایک زمانہ تھا۔ جب قدرت کو جو اس طاقت کا مجسمہ ہے متلون مزاج اور پابندی قانون سے بے نیاز سمجھا جاتا تھا لیکن اب قدرت نہایت پابند قانون پائی گئی ہے۔ سائنسدانوں کی رائے میں مادہ اور حیوانی طاقت کو دنیا کی پیدائش سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ارتقاء عالم کی جڑ میں ایک ایسی ہستی ہے جس کی فطرت میں ہی باقاعدگی اور قانون کی پابندی پائی جاتی ہے۔ دُنیا کے ابتدائی مدارج پر غور کرو۔ آسمان میں ایتھر کے ذرات بھی قانون کے پابند

پائے گئے ہیں۔ ہاں اس بڑی طاقت کے متعلق جو پس پردہ اس کارخانہ پر حکومت کر رہی ہے۔ ہمارا علم بہت ہی محدود ہے۔ اور جو تھوڑا بہت علم ہمیں ملا ہے وہ صرف قوانین قدرت کے مشاہدہ سے ہی حاصل ہوا ہے۔ جن کے ذریعہ یہ طاقت دنیا کی تمام اشیاء کو اپنے زیر حکومت رکھتی ہے۔ اگر ہم اس غیبی طاقت کی چند صفات مقرر کرتے ہیں تو وہ انہی قوانین کی بنا پر ہیں۔ ارتقاء کی مختلف منازل میں جو قوانین کام کرتے ہیں ان میں تین زیادہ مشہور ہیں۔ ہر لحظہ اس دنیا میں پیدائش کا سلسلہ جاری ہے۔ جو چیزیں پیدا ہوتی ہیں وہ پرورش پا کر درجہ کمال تک پہنچ جاتی ہیں۔ ترقی کے تمام درمیانی مدارج میں وہ قانون وضوابط کے تسلط میں ہوتی ہیں۔ جنہیں اختصار کے لئے تین عنوان پر منقسم کرتا ہوں۔

(۱) پیدائش (۲) پرورش (۳) ارتقا۔

اگر اس عظیم الشان طاقت کو جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ ایک زندہ ہستی تسلیم کر لیا جائے۔ تو میں حسب ذیل کی تین صفات مقرر کرونگا۔ خالق۔ رازق اور اشیاء کو بتدریج ترقی دے کر درجہ کمال تک پہنچانیوالا۔ ان تینوں صفات کے لئے عربی زبان میں رب العٰلمین کا ایک لفظ موجود ہے۔ اگر میں اس پوشیدہ طاقت کا نام رب العلمین رکھ لوں تو کوئی وجہ نہیں کہ میرے متشککین اور آزاد خیال دوست اسکی مخالفت کریں۔ کیونکہ میں نے یہ نام تو قدرت کی طاقتوں اور اس کے قوانین کی بنا پر ہی رکھا ہے۔ کیا اس بیجان اور خاموش قدرت سے اعلےٰ اخلاق کا اظہار نہیں ہوتا لوگوں میں بعض خصوصیات کے سبب ہم ان کی صفات مقرر کر لیتے ہیں۔ پھر اسطرح اس پوشیدہ طاقت کی وہ طاقت کیوں مقرر نہ کی جائیں جو صحیفہ قدرت میں ہم دیکھتے ہیں اس مضمون پر کچھ اور کہنے سے پہلے میں اخلاق کی تعریف کرنے کے لئے آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ ہمیں مختلف قسم کی ضروریات لاحق ہیں۔ اور ہمارے تمام افعال ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے عمل میں آتے ہیں۔ اگر ہم دوسروں کے حقوق کی عزت کریں۔ اور عدل وانصاف کے اصول پر کاربند رہیں تو ہم نے اخلاق کی پہلی منزل کو طے

کرلیا لیکن اگر ہم دوسروں کی محنت کے عوض ان کے حق سے کچھ زیادہ دے دیں تو اس حالت میں ہم اعلےٰ اخلاق کے پابند کہلائینگے لیکن اخلاق کا ایک اور بلند درجہ ہے جو روحانیت کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ اس سے میری مراد وہ اخلاق ہیں جو ہم اپنے خاندان کے لوگوں سے سلوک کرنے میں ظاہر کرتے ہیں۔ اور جو ہمیں بغیر کسی معاوضہ کے دوسروں کی حاجات کو پورا کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اسکی مثال بچوں سے والدین کا سلوک ہے قرآن کریم اخلاق کے ان تین درجوں ذیل کے الفاظ میں بیان فرماتا ہے۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی۔ اللہ انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور احسان کرنے کا اور قرابت والوں کو امداد دینے کا اور بےحیائی کے کاموں اور ناشائستہ حرکتوں اور زیادتی کرنے سے منع فرماتا ہے +

اس کے بعد میں مضمون زیر بحث کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ کیا یہی تین قسم کے اخلاق قدرت کے افعال میں ظاہر نہیں ہوتے + کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ آپ نے قدرت کے ذرائع پر محنت صرف کی ہو۔ اور اس کا کوئی نتیجہ نہ ملا ہو تمہاری محنت کا نتیجہ ہمیشہ ہزار گُنا ہو کر ملتا ہے۔ تم ایک بیج بوتے اور فصل کاٹتے ہو۔ ایک درخت لگا کر ہر سال اس کا پھل کھاتے ہو۔ کیا یہ وہ اخلاق نہیں جس کا ذکر دوسرے درجہ پر ہے۔ اپنے ماحول پر نظر دوڑاؤ اور رحم دل قدرت کی طرف دیکھو جس نے تمہارے وجود میں آنے سے پیشتر ہی سب سامان مہیا کر دیئے ہیں۔ قدرت بنی نوع انسان کیلئے ماں کیطرح ہے جو پیدا ہونیوالے بچے کے لئے تمام سامان مُہیا کر رکھتی ہے۔ اگر قدرت اس غیبی طاقت کا ظاہری نشان ہے تو متذکرہ بالا تین قسم کے اخلاق کو اسکی تین صفت الرحمٰن الرحیم اور مالک یوم الدین کہا جا سکتا ہے۔ نام ہمارے بولے ہوئے الفاظ ہیں جن کے ذریعہ ہم مختلف اشیاء کا تصور کر سکتے ہیں۔ اگر میں اس غیبی طاقت کا کوئی نام رکھ لوں تو ایک آزاد خیال کا محض اس وجہ سے لڑنا نہایت ہی نامعقول بات ہوگی۔ ہم دونوں ایک غیبی طاقت کے قائل ہیں۔ میں اس طاقت کا نام اللہ رکھ لیتا ہوں۔ وہ پیدائش۔ پرورش۔ حفاظت۔ ارتقا۔ قیام اور فنا کے قوانین

کو مانتا ہے۔ میرا بھی ان پر ایمان ہے لیکن میں ان کو اس غیبی طاقت کی مندرجہ ذیل صفات سے وابستہ کرتا ہوں۔ الاول۔ الآخر۔ بدیع السموات والارض۔ الظاہر الباطن۔ الباری۔ المصور۔ الھالک۔ الفریق۔ الباقی القیوم۔ الرزاق۔ الحفیظ۔ لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار۔ لیس کمثلہ شئی +

پھر مذہب اور سائنس میں کیسے اختلاف ہوسکتا ہے۔ صرف مذہب جو حقیقت سے دور ہے اور جھوٹی سائنس ایک دوسرے کے خلاف نظر آتے ہیں۔ درحقیقت مذہب اور سائنس ایک ہی چیز ہے۔ اور ان دونوں کا مقصد بنی نوع انسان کو قوانین قدرت سے آگاہ کرنا ہے۔ قرآن کریم کو دیکھیں کہ وہ انسان کے مذہب کی کیا تعریف کرتا ہے + فاقم وجھک للدین حنیفا۔ فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون (ترجمہ) تم تو ایک کے ہوکر اس کے دین کی طرف اپنا رخ کئے رہو۔ یہ خدا کی بنائی ہوئی سرشت ہے جس پر خدا نے لوگوں کو پیدا کیا۔ خدا کی بناوٹ میں ردوبدل نہیں ہوسکتا۔ یہی دین سیدھا ہے مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے (سورۃ الروم ۳۶)

اگر حقیقی خوشی اور آرام تہذیب وتمدن اور کامیابی حاصل کرنے کیلئے قوانین قدرت کا مطالعہ اور ان کی فرمانبرداری ضروری ہے تو مذہب بھی ہمیں نبی کریم صلعم کے الفاظ تخلقوا باخلاق اللہ میں یہی تعلیم دیتا ہے۔ میں ابھی کہہ چکا ہوں کہ قدرت کے تمام قوانین خداوند تعالیٰ کی صفات کے ہی مختلف نام ہیں جن کا ذکر قرآن کریم نے کیا ہے قرآن کریم میں ننانوے اسمائے حسنہ کا ذکر کیا ہے۔ اور آج تک کوئی ایسا قانون دریافت نہیں ہوا۔ جو انسان کی مادی اخلاقی اور روحانی ترقی کا موجب ہوا اور اس کا تعلق ان ننانوے اسمائے حسنہ میں سے کسی ایک کے ساتھ نہ ہو۔ اگر ہم نے سائنس کے ذریعہ چند قوانین قدرت کو سمجھ کر اور ان پر عمل پیرا ہوکر موجودہ زمانہ میں اپنی آرام وآسائش کے سامان مہیا کر لئے ہیں۔ تو اسلام نے ہزار برس پہلے ننانوے اسمائے حسنہ کو ظاہر کرکے ہماری توجہ سائنس کے مطالعہ کی طرف مبذول کی۔ ابھی تک ہم نے صرف چند ایک قوانین دریافت کئے ہیں۔

اگر تم ننانوے اسمائے حسنہ کو اپنی تحقیقات میں راہنما بنالو تو بیشمار فوائد حاصل ہو سکتے ہیں پہلی دو صدیوں میں اگر مسلمانوں نے مادی سائنس میں ترقی کی تو وہ الٰہی اسمائے حسنہ پر غور کرنے کا نتیجہ تھا۔ تم نے مختلف مذاہب کی مقدس کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ میں فی الحال انہیں چھوڑ کر صرف قرآن کریم کی تشریح مختصر الفاظ میں کر دیتا ہوں۔ یہ وہ کتاب ہے جس سے کروڑوں انسان زندگی کے ہر شعبہ میں ہدایت حاصل کرتے ہیں اس تشریح کے سات عنوان ہیں۔

(۱) قرآن کریم اللہ کی کتاب ہے۔ اسمیں ایک خوبی ہے۔ جو اور الہامی کتب میں نظر نہیں آتی۔ تم قرآن کے ہر صفحہ میں اللہ کا ذکر پاؤ گے (۲) اللہ کا علم حاصل کرنے کیلئے اسمیں ننانوے اسمائے حسنہ کا ذکر ہے (۳) صفات الٰہیہ کو ظاہر کرنے کے لئے قرآن کریم اکثر مظاہر قدرت کی طرف توجہ دلاتا ہے (۴) اسکے بعد اخلاق روحانیات اور نیکیوں کا ذکر ہے۔ اور ان کے برخلاف گناہوں اور بدیوں کو بھی ظاہر کر دیا ہے۔ الغرض حصول محاسن کیلئے ہمنے اپنے طرز عمل کو اسمائے حسنہ کے مطابق کرنا ہے۔ اگر ہم اس طریق کو چھوڑ کر کوئی دوسری راہ اختیار کرلیں تو وہ یقیناً ہمیں گمراہی کیطرف لیجائیگی (۵) ارکان اسلام اور احکام شریعت (۶) اس کتاب میں منبد پیغمبروں اور پاکبازوں کے حالات ہیں۔ اور ان لوگوں کا بھی ذکر ہے جو گمراہ ہو گئے۔ اول الذکر لوگوں نے جن میں حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں اپنی زندگی کو صفات الٰہیہ کے مطابق بنایا۔ اور جن کا طرز عمل ان صفات کے خلاف رہا وہ گمراہی میں پڑ گئے (۷) اسمیں آخرت کا ذکر ہے۔ وہ لوگ جو صفات الٰہیہ کو حاصل کرنے کے بعد اس دنیا سے رخصت ہوئے جنت میں داخل ہونگے۔ اور جو اس سے محروم رہے انہیں فطرت کی کمزوریوں کو دور کرنا ہوگا۔ قرآن کریم کے مطابق یہی دوزخ کا مفہوم ہے مختصر الفاظ میں قرآن کریم کی یہ تشریح ہے۔ اور ایک شخص جو علوم سائنس میں دلچسپی لیتا ہے۔ اور قدرت کی پرستش کرتا ہے کس طرح قرآن کی تعلیمات سے الگ رہ سکتا ہے مسلم کون ہے اور اسلام کیا ہے؟ قوانین قدرت کی مکمل فرمانبرداری کا نام

اسلام ہے۔ اور جو شخص ان قوانین کی فرمانبرداری کرتا ہے وہ مسلم ہے۔ اگر خداوند تعالےٰ کے قوانین اور اسکی صفات جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا قوانین قدرت کے ہی مترادف ہیں جن میں سے بعض دریافت ہو چکے ہیں اور بعض ابھی دریافت ہونے ہیں تو آپ کے درمیان کون ایسا شخص ہے جو مسلمان نہیں یا مسلمان نہیں ہوگا +

عید الفطر

(از قلم مسٹر روڈالف پکٹھال)

۲۸ مئی ۱۹۲۲ء کو عید کا دن تھا۔ خوش قسمتی سے اس دن مطلع صاف تھا اور اُمید کے مطابق تمام دن آفتاب چمکتا رہا اور خوب گرمی ہوگئی۔ اینٹ گارے اور لوہے کا صحرا جو موجودہ صنعت وحرفت کے سبب مسجد ووکنگ کے سبزہ زار پر چاروں طرف سے حملہ آور ہو رہا ہے آج کے دن یہ نخلستان اس صحرا کو غرق خیالات میں غرق کر رہا تھا۔ پہلے سالوں کی نسبت اس دفعہ مجمع بھی زیادہ تھا۔ تمام ممالک کے مسلمان اس مجمع میں پائے جاتے تھے۔ مشرقی اور مغربی لباس نہایت خوش اسلوبی سے ملے ہوئے دکھائی دیتے تھے گیارہ بجے جب نماز شروع ہوئی تو دو سو سے کچھ زائد لوگ پہنچ چکے تھے۔ کھانے پر جو زیبا ایک کے درختوں کے نیچے مسجد کی لان پر چُنا گیا تین سو کی تعداد میں لوگ شامل تھے۔ شام کے لکچر اور چائے پر لوگوں کی تعداد چار سو تک پہنچ گئی۔ ایک ایسے شخص کے جذبات کا اندازہ کرنا جو پہلی بار اس تقریب میں شامل ہوا کچھ آسان نہیں۔ ان جذبات کو تحریر میں لاتا تو بہت ہی دشوار ہے۔ مذہب اور رسومات ایک عرصۂ دراز سے ساتھ ساتھ رہے ہیں۔ اور قلب انسانی پر ان کا ایسا تسلط جم گیا ہے کہ لوگ ایک مذہب کی ظاہری رسومات کو دیکھ کر اس کے حق میں فیصلہ دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس ظاہری شان و شوکت سے اس ابدی سچائی کی تکریم کا اظہار ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ خیال صحیح نہیں کیونکہ ابدی سچائی کو ظاہرداری اور بناوٹ کی حاجت نہیں۔ دنیاوی معاملات میں تو ظاہرداری اور شان و شوکت کے حق میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ کلیسیا میں جو اثر گانے بجانے خوشبو اور روشنی سے پیدا کیا جاتا ہے ہم اسے کچھ کم نہیں سمجھتے

یہ تو محض ایک مردہ ہڈیوں میں جان ڈالنے کی کوشش ہے اور ایک ایسے مذہب کو دوبارہ زندہ کرنا ہے جس میں اب کوئی روح باقی نہیں۔ گو اس مذہب کو لوگوں نے فراموش کر دیا ہے اور اسکی روایات مردہ ہو چکی ہیں لیکن اپنے خالق کے متعلق عزت اور توقیر کے خیالات پیدا کرنے کی کوشش بالکل بے سود نہیں ہو سکتی۔ کیا عبادت کیلئے رسومات کا ہونا لازمی ہے اگر ایسا ہو بھی تو ان کا حد سے گزر جانا انسان کی توجہ کو خدا کی طرف سے پھیر کر دنیا کی طرف لگا دیتا ہے۔ عید کی تقریب میں ہمیں اس سوال کا جواب ملتا ہے جو تمام ظاہری رسومات سے مبرا ہے لیکن ایک رومن کیتھولک انہیں عبادت کیلئے ضروری سمجھتا ہے انکے گرجوں میں تھیٹر کے سٹیج کا سا انتظام نظر آتا ہے۔ گانیوالوں کو نہایت محنت سے سکھایا جاتا ہے آرگن بجانیوالا ہر وقت مستعد رہتا اور موقعہ کے مطابق اپنا فرض بجا لاتا ہے یہ تمام باتیں بلاشبہ ایک باقاعدگی اپنے اندر رکھتی ہیں اور نہایت عمدہ معلوم ہوتی ہیں لیکن لوگوں کی تمام توجہ انہیں تک محدود رہتی ہے۔ یہ تصویر کا ایک رخ ہے۔ دوسری طرف سرے کے درختوں تلے ایک قالین بچھا ہے اور امام قرآن کی آیات تلاوت کر رہا ہے۔ اور تمام لوگ امیر و غریب بڑے اور چھوٹے بغیر کسی شناخت کے خداوند تعالےٰ کے سامنے سربسجود ہیں۔ عبادت کے اس طریق میں ایک خاص وقار ہے جو انسان کے خیالات کو محدود نہیں کرتا۔ بلکہ ان کی ترقی کا موجب ہو جاتا ہے +

نماز کے بعد امام حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے خطبہ پڑھا جسمیں آپنے اس بڑی پوشیدہ طاقت کا ذکر کیا جسے ایک دہریہ علم طبیعات کی زبان میں بیان کرنا چاہتا ہے اور جو شبہات اس کے دل میں پیدا ہوتے ہیں وہ لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ آپنے خداوند تعالےٰ کی صفات کو بیان کر کے ان کا اظہار قدرت کی ہر شئے میں بتایا اور ثابت کیا کہ انسان بھی ان صفات کا مظہر بن سکتا ہے۔ اور یہ حاکم و محکوم دونوں کی پیروی کے لئے ہیں۔ اگر حاکم و محکوم صفات علیہا کو اپنے سامنے رکھ لیں تو تمام فساد جو ہمیں آجکل دنیا میں ہر طرف ایک لہر کی طرح پھیل گئی ہے آج دور ہو سکتی ہے۔ قارئین کی ضیافت طبع کے لئے ہمنے اس خطبہ کا ترجمہ درج کر دیا ہے

تو پچھلے پہر کے لیکچر میں بھی ایک بڑا مجمع تھا جسمیں خداوند تعالیٰ کے پیغام کا ذکر تھا جو اس نے بنی نوع انسان کے لئے نازل فرمایا۔ اور ہر یک قوم کو الہام کی برکات سے فیضیاب کیا۔ اتنے بڑے مجمع کے لئے یہ خوبصورت مسجد جو بیگم صاحبہ بھوپال کا شاہی عطیہ ہے ناکافی تھی۔ کیونکہ اس مجمع کا دسواں حصہ بھی اس میں نہیں سما سکتا تھا۔ اگر آج بارش ہو جاتی تو اس دن کی کامیابی پر بُرا اثر پڑتا۔ لیکچر کے بعد سب نے ملکر چائے پی۔ اور وہ دن جس کی یاد ہمیشہ تازہ رہیگی۔ اس طرح ختم ہوا +

ذیل میں ہم چند ایک اخبارات کے بیان درج کرتے ہیں جو اس تقریب کے متعلق شائع ہوئے۔

ماہ رمضان کا اختتام

مسجد ووکنگ میں ایک اسلامی تقریب

مسلمانوں کے لئے آج خوشی کا دن ہے۔ وہ خلوص دل سے مسجد ووکنگ میں اللہ کی عبادت کر رہے ہیں تیس دن کے بعد آج مسلمانوں نے طلوع اور غروب آفتاب کے درمیان کھانا کھایا ہے ماہ رمضان ختم ہو چکا۔ اور عید الفطر کی تقریب درختوں کے سایہ میں منائی جا رہی ہے اب مسلمانوں کو دن کے وقت کھانے کی اجازت ہے۔ انگلستان کے دارالامرا کا ایک ممبر ایک ہندوستانی لکھ پتی اور بہت سے انگریز جنہوں نے اسلام کی آواز پر لبیک کہا ہے اپنی بیویوں کے ہمراہ اس تقریب میں شامل ہوئے۔ لارڈ ہیڈلے پریذیڈنٹ برٹش مسلم سوسائٹی دارالامرا کے دوسرے ممبر ہیں جو لارڈ سٹینلے کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ووکنگ میں یہ واحد اسلامی مسجد ہے جہاں مسلم اور غیر مسلم سب داخل ہو سکتے ہیں یہ مسجد موجودہ بیگم صاحبہ بھوپال کی والدہ ماجدہ کا عطیہ ہے۔ یہاں ہر ایک انسان اپنی پیشانی کو اسلام کے آب زلال سے دھو سکتا ہے۔ یہ ایک ایسا چشمہ ہے جس کا فیض ہمیشہ جاری ہے۔ آپ اس کے آب رواں کی شفافت تہ میں تعلیم اسلام کی جھلک دیکھ سکتے ہیں آج کے دن مشرق کا سورج مسجد ووکنگ پر چمکتا ہوا معلوم ہوتا تھا جہاں عرب مصری ہندوستانی انگریز مرد اور عورتیں خوشی منا رہے تھے۔ اور اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے تھے۔ بعض انگریز عورتوں نے مشرقی طرز کا لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ عرب کے حکمران سفیر افغانستان

اور ٹرکی عراق و عرب کے نمائندے سب ایک ہی میز پر کھانے میں شریک تھے۔ ایک وسیع قالین لان پر بچھایا گیا اور لوگ نمازیوں کے رکوع و سجود کو نہایت حیرت کی نگاہ سے دیکھتے رہے نماز کے بعد درختوں کے نیچے ہی دسترخوان بچھا گیا اور مہمانوں کی تواضع پلاؤ۔ قورمہ قلیہ سے کیگئی +

امام مسجد نے جو ایک شاندار ریشمی ہر مختلف رنگ کی ایک قبا پہنی ہوئی تھی تیسرے پہر کے خطبہ میں اسلام کو ایک عالمگیر مذہب ثابت کرنے کی کوشش کی خطبہ کے اختتام پر سب نے چائے پی۔ جسکے ہمراہ مکھن روٹی اور انگریزی طرز کی مٹھائیاں بھی تھیں (ڈیلی نیوز)

مذہب اسلام لنڈن میں

روئے عالم کے مسلمانوں نے کل عید الفطر کی عظیم الشان تقریب کو منایا۔ جو ماہ رمضان کے اختتام پر ہوتی ہے۔ اس موقعہ پر مسجد ووکنگ میں ایک دلچسپ اور قابل ذکر مجمع ہوگیا ہندوستانی عرب۔ ترک۔ افغان اور اہل شام غرضیکہ تمام دنیا کی اقوام نماز میں شامل تھیں جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی امامت میں باہر درختوں کے سایہ میں ہوئی۔ کیونکہ ووکنگ کی مسجد اتنے بڑے مجمع کیلئے کافی نہ تھی۔ گیارہ بجے مؤذن نے اذان کہی۔ اس کے بعد سب لوگ جوتے اُتار کر صفوں میں قبلہ رخ بیٹھ گئے پہلی صفوں میں مرد تھے اور ان کے بعد عورتوں کی صفیں تھیں۔ امام نے ایک مختصر سا خطبہ پڑھا جسمیں بیان کیا کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس کے وسیع اصول اور عقائد میں تمام دنیا کی اقوام شامل ہیں۔ روزہ کے احکام بھی مسلمانوں یہودیوں اور عیسائیوں میں یکساں پائے جاتے ہیں۔ روزہ سے صفائی قلب حاصل ہوتی ہے۔ اور ہم اس کو تو پا لیتے ہیں جس سے ہمیں سستی یا رنجیدگی کا کا احساس ہوتا ہے۔ نماز کے بعد جو نہایت سادگی سے ادا ہوئی مسلم طریق پر سب نے ایکدوسرے کو گلے لگایا۔ اور کھلے میدان میں درختوں کے نیچے سب نے ملکر ایک پر تکلف دعوت میں حصہ لیا۔ مشن کے ممبروں اور سٹاف نے امیر و غریب کی تمیز کو چھوڑ کر مہمانوں کی خدمت میں ایکدوسرے سے سبقت لیجانیکی کوشش کی۔ تیسرے پہر خطبہ کے بعد چائے پی کر مہمان لندن کو رخصت ہوئے (ڈیلی ٹیلیگراف)

مسجد ووکنگ میں مسلم تقریب

ماہ رمضان کے بعد عید الفطر کی تقریب کُل مسجد ووکنگ میں منائی گئی۔ حاضرین میں لارڈ ہیڈلے ہنگرول کے پرنس عزیز اور پرنس صادق سفارت ایران کے چیف سکرٹری فلسطین ڈیلیگشن کے سکرٹری۔ نواب صاحب لوہارو۔ حجاز اور عراق کے نمائندے۔ عرب شام ہندوستان امریکہ۔ افغانستان۔ ٹرکی۔ چین اور جاوا کے مسلم جمع تھے خواجہ کمال الدین صاحب نے نماز کے بعد ایک خطبہ پڑھا جسمیں بیان کیا کہ جو اشیاء پیدا ہوتی ہیں وہ پرورش پاکر چند قوانین کے ماتحت درجہ کمال کو پہنچ جاتی ہیں۔ خداوند کریم تمام جہانوں کی ربوبیت ذیل کے تین قوانین سے کر رہا ہے۔ قانون پیدائش پرورش اور ارتقا۔ وہ غیب کی طاقت قوانین قدرت کے مطابق عمل کرتی ہے۔ اسلئے سائنس اور مذہب میں اختلاف نہیں۔ قرآن کریم میں خداوند تعالیٰ کے ننانوے اسمائے حسنہ موجود ہیں جن میں سے ہر ایک اسکی ایک صفت کو ظاہر کرتا ہے۔ اگر وہ صفات الٰہیہ کو اپنا نصب العین بنالیں تو وہ ضرور اخلاق کو حاصل کریں گے جس طرح خداوند تعالیٰ رحم کرتا ہے انہیں بھی دوسروں پر رحم کرنا چاہئے گو وہ کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں۔ خداوند کریم کے نزدیک مذہب قوم ورنگ کی تمیز نہیں۔ اگر ہم بھی اسی پر عمل کریں تو دنیا کی تمام بیچینی آج دور ہوسکتی ہے (مارننگ پوسٹ)

مکالمات ملیہ یعنی وہ گفتگوئیں اور بحثیں جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام نے انگلستان۔ فرانس اور دیگر مقامات پر مختلف لیڈروں۔ پادریوں اور عیسائی مذہب کے بڑے بڑے علماء سے کیں۔ ان کو اسمیں جمع کیا گیا ہے قیمت عمر

ضرورت الہام کی نئی روشنی کے تعلیمافتہ اصحاب وحی اور الہام کے وجود سے انکاری ہیں اس حالت میں وہ کسی مذہب کو خدا کی طرف سے ماننے پر تیار نہیں ہوتے یہی حال یورپ میں بعض طبقات کا ہے یہ مجموعہ بھی اس مد میں آجاتے ہیں اس کتاب میں سائنٹیفک طریق پر اور علمی دلائل سے تبلایا گیا ہے کہ الہام کی انسان کو سخت ضرورت ہے اور الہامی مذہب آیا ہی اور الہامی کتابیں سے صرف ایک قرآن ہی اس وقت الہامی کتاب کہلاسکتی ہے قیمت عمر

المشتھر۔ مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور

نظم

قرآن کریم قصوں سے پاک ہے

منقول از براہین احمدیہ حصہ پنجم مصنفہ حجۃ الاسلام امام زمان حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ رئیس قادیان

ہے شکر ربّ عزّ وجل خارج از بیاں — جس کے کلام سے ہمیں اُس کا ملا نشاں
وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں — ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
اس سے ہمارا پاک دل وسینہ ہوگیا — وہ اپنے منہ کا آپ ہی آئینہ ہوگیا
اس نے درخت دل کو معارف کا پھل دیا — ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا
اس سے خدا کا چہرہ نمودار ہوگیا — شیطاں کا مکر و وسوسہ بیکار ہوگیا
وہ رہ جو ذاتِ عزّ وجل کو دکھاتی ہے — وہ رہ جو دل کو پاک و مطہر بناتی ہے
وہ رہ جو یار گم شدہ کو کھینچ لاتی ہے — وہ رہ جو جام پاک یقیں کا پلاتی ہے
وہ رہ جو اسکے ہونے پہ محکم دلیل ہے — وہ رہ جو اس کے پانے کی کامل سبیل ہے
اس نے ہر ایک کو وہی رستہ دکھا دیا — جتنے شکوک و شبہ تھے سب کو مٹا دیا
افسردگی جو سینوں میں تھی دُور ہوگئی — ظلمت جو تھی دلوں میں وہ سب نُور ہوگئی
جو دور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے — چلنے لگی نسیم عنایات یار سے
جاڑے کی رُت ظہور سے اسکے پلٹ گئی — عشق خدا کی آگ ہر اک دل میں اٹ گئی
جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے — پھل اس قدر پڑا کہ وہ میوں سے لد گئے
موجوں سے اُس کی پردے وساوس کے پھٹ گئے — جو کفر اور فسق کے ٹیلے سے کٹ گئے
قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے — بے اسکے معرفت کا چمن ناتمام ہے
جو لوگ شک کی سردیوں سے تھرتھراتے ہیں — اس آفتاب سے وہ عجب دھوپ پاتے ہیں
دنیا میں جسقدر ہے مذاہب کا شور و شر — سب قصہ گو ہیں نُور نہیں ایک ذرّہ بھر
پر یہ کلام نُور خدا کو دکھاتا ہے — اسکی طرف نشانوں کے جلوہ سے لاتا ہے

برقعہ نو ایجاد

ہندوستان کے ہر طبقہ کے لوگوں میں مقبول ہو مختلف نمائشوں سے بارہ طلائی و نقرئی تمغے حاصل کر چکا ہے
آپ بھی منگا کر خود ملاحظہ فرمائیں اور دیگر خواتین کو معائنہ کا موقع دیں۔ برقعہ نو ایجاد دو حصوں پر منقسم ہے۔

بالائی حصہ

سر سے شروع ہو کر ہاتھوں کی لمبائی تک رہتا ہے۔ اسمیں ہماری ایجاد کردہ ٹوپی نما کمانی لگی ہوئی ہے جو نقاب کو چہرہ سے الگ رکھتی ہے تاکہ چہرے پر لگنے سے متر ہو اور نہ باہر سے چہرے کا خاکہ معلوم ہو سکے۔

قیمت

سفید [illegible] و [illegible]

خوبصورت آرام دہ اور پردہ دار ہونے کے علاوہ زمانہ کے حسب حال ہے۔

ایک خاتون کا خط

برقعہ کا وی پی پارسل ملا جیسی تعریف سنی تھی۔ ویسا ہی خوبصورت اور نہایت آرام دہ پایا۔

اور بہنوں نے بھی بہت پسند کیا آپ کا برقعہ ہر ایک بہن کو پہننے کی ترغیب دوں گی۔

بنت عبد الحمید الرضوی
وکیل لکھنؤ

زیریں حصہ

مثل ڈھیلے ڈھالے اور کافی گھیر دار کوٹ کے پیر کے ٹخنے تک رہتا ہے۔ کوٹ ہی کے مانند سامنے کے رخ بٹن لگے ہوئے ہیں۔ پہلو میں ہاتھ نکالنے کے لئے جگہ ہے۔ رومال وغیرہ رکھنے کے جیب لگی ہوئی ہے۔

قیمت

رنگین [illegible] و [illegible]

ریل کے سفر، ڈولی اور گاڑی کی سواری وغیرہ میں یکساں آسائش و آرام دیتا ہے۔

آج ہی کندھے سے قد کی لمبائی اور سر کے دور کی پیمائش آپ روانہ کریں اور بذریعہ وی پی منگوائیں

ٹوپیاں صحیح وضع عمدہ تراش	**عام بازاری ساخت سے مختلف، اعلیٰ قسم** خلافت ؛ امان ؛ جرنل ؛ کلپلخ [illegible]	آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر **تصاویر** مفت طلب کریں

خاتون اسٹورز نمبر ۱۲ چاندنی چوک دہلی

محبوب ہیر آئیل — دماغ کو تقویت دیتا ہے بالوں کو گرنے سے روکتا ہے۔ اور انکو سیاہ بناتا ہے خوشبو دیرپا ہے قیمت فی شیشی دو روپے (عہ/)

روح افزا عطر — یہ عطر ایسا خوشبودار ہے کہ ذرا سا لگانے سے دل و دماغ کو معطر کر دیتا ہے کمرہ میں لگا کر بیٹھیں تو سارا کمرہ مہک جاتا ہے ایکدفعہ لگانے سے ہفتہ بھر آٹھ دن تک خوشبو بحال رہتی ہے۔ فی تولہ پانچ روپے (صمہ/)

بال صفا پوڈر — بے ضرر بے سوزش ہے تین منٹ میں بالوں کو دور کر دیتا ہے قیمت فی شیشی ۱۲ تولہ ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ/)

منجن خوشبودار — دانتوں کو میل و رطوبت فاسدہ سے پاک کرتا ہے گوشت خورہ درد داڑھ کیلئے اکسیر ہے دانتوں کو موتیوں کی طرح چمکدار بناتا ہے۔ قیمت فی شیشی بارہ آنے (۱۲/)

معین حسن — (حسن کو دوبالا کرنیوالا) معین حسن چہرہ کے بدنما داغ کیلوں چھائیوں کے رفع کرنے میں بے مثل ہے چیچک کے داغ بھی اس کے استعمال سے دور ہو جاتے ہیں اور کالا بد صورت چہرہ بھی گورا ہو جاتا ہے۔ خوشبودار ہے فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ/) محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر - ملک اینڈ کو بھیرہ پنجاب

"سلسلہ دعوت صدق"

اسرارِ حق

مؤلفہ

محمد الیاس بی ام۔ اے ایل ایل بی (علیگ)

آیات قرآنیہ احادیث نبویہ ارشادات صدیقین واکابر دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان سب کا نہایت جامع و مربوط انتخاب اور انکے مقابل یورپ کے جدید سائنس و فلسفہ کی انتہائی تحقیقات کا لب لباب خود بخود اسلام کی صداقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے جدید سائنس و فلسفہ کا اقرار نارسائی اور احساس ایمان بالغیب اسلام میں علم باطن توحید اور اسکے مقامات احدیت کی رفعت اور عبدیت کی نزاکت نبوت اور ولایت کے مراتب کیشف و کرامات کی ماہیت اور دیگر معارف متعلقہ ایک ایک نظر میں اسلام کی روحانی تنظیم کا عجب نظام دلنشین ہوتا ہے اور کچھ اندازہ ہوتا ہے کہ والذی جاء بالصدق و صدق به اولٰئك هم المتقون ۞ لهم ما يشاؤن عند ربهم ۞ ذالك جزاؤا المحسنين ۞

جن علوم کو اللہ جلشانہٗ صدق اور جن کے عاملوں کو صادقین اور صدیقین سے تعبیر فرماتا ہے اور جو اسلامی ادب میں بالعموم تصوف اور صوفی کہلاتے ہیں انکی تحقیق و تصدیق میں بعض لحاظ سے یہ اپنے طرز کی پہلی کتاب ہے۔ قابل دید ہے حجم ... صفحہ۔ جلد پاکیزہ قیمت صرف تین روپیہ (سے/) علاوہ محصول

پیشتر ار کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ مفت منگالو

سُرمہ مروارید

سوائے موتیا بند اور نزول الماء کے کُل امراض چشم میں اکسیر ہے جالا پھولا ناخنہ ضعف بصر دھند سُرخی تیرگی پھلی ڈھلکہ تو لگعد ککرے رہے پر وبال اور پلکوں کا سُرخ اور موٹا رہنا اور دھوپ اور روشنی کی تکلیف سے نقصان پلکوں کے بال گرجانا بچوں کی آنکھ میں کو تہیاں پڑجانا بچوں یا بوڑھوں کی آنکھ دُھندلا جو کی آنکھ میں شدت سے ورم ہو کر خون جاری ہونا وغیرہ جملہ امراض چشم کو بلا تکلیف و جلن کے دو تین مرتبہ روزانہ استعمال سے بہت جلد دور کرکے آنکھ چمکدار مثل موتی کے کردیتا ہے۔ طالب علموں اور ان لوگوں کے لئے جنہیں کثرت مطالعہ کتب و تحریر سے ضعف بصر ہو نہایت مفید ہے جو لوگ صحت چشم سے بالکل نا امید ہوگئے ہوں وہ اسکو ایکتولہ منگا کر استعمال کریں ایک ماہ کے اندر نفع نہ ہو تو اس رسید پر جو پارسل میں بھیجی جاتی ہے حلفی تحریر فائدہ نہ ہونے کی بھیجکر قیمت واپس لے لیں۔ قیمت فیتولہ تین روپے (عہ)

المشتہر حکیم قاضی مولوی صلاح الدین حسن مالک عین الصحت جھلوتر ضلع اناؤ

ہزاروں معصوم بچوں کا خون

ہر بچے کو نہیں بچا سکتے — پتہ ضرور نوٹ کر لیجے

صرف ماں باپ کی بے احتیاطی سے ہر ہی قصبات و دیہات میں بیشمار بے زبان بچے اناڑی اور ناتجربہ کار حکیموں کے بے سمجھے بوجھے علاج اور زہریلی دواؤں سے ضائع ہورہے ہیں۔ بچے زیادہ مبتلائے امراض ہوا کرتے ہیں اسلئے شہروں میں بھی حکیم و ڈاکٹر کی بار بار کی خوشامد ناز برداری اور فیس و قیمت ادویہ کی گرانباری سے ماں باپ کا دم ناک میں ہے بنابریں ہم نے طبی طریق پر نہایت تحقیق و تجربہ کے بعد بے ضرر دوائیوں سے **بال سکھ پاکٹ** طیار کیا ہے جسمیں بچوں کے جلاب کے علاوہ چھ قسم کی دوائیاں ہیں جو بچوں کی بدہضمی پیٹ کا اپھار پیٹ کی گرانی و کلانی سردی معدہ - درد شکم پیٹ کے ہر قسم کے کیڑے قبض پسلی - قے ہونا ہچکی تشنج ہر قسم کے دست کھانسی زکام بخار ہیضہ - ڈبہ سوکھی وغیرہ جملہ امراض کیلئے اکسیر کا حکم رکھتی ہیں اور ہمیشہ مجرب ثابت ہوئی ہیں ہر عیالدار گھر میں انکا ہونا بالکل ضروری ہے بذریعہ وی پی طلب فرمائیے ترکیب استعمال ہمراہ پاکٹ قیمت علاوہ محصولڈاک عبہ دو روپے چھ آنہ ۲ عہ ایکدن سے سات سال کی عمر تک کے بچوں کے لئے

پتہ - پی - ایس - اے قادری - نصیر آباد ضلع مشرقی خاندیس

رازِ حیات یا انجیل عمل

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری

عملی زندگی کا فوٹو - انسان میں قوت عمل پیدا کرنیوالی کتاب - اپاہج سے اپاہج انسان میں محنت و مشقت کی روح پیدا کرکے اُسے فارغ البال و آسودہ حال بنادینے والی کتاب مسلم قوم کو نجات دینے والا نسخہ بالکل نیا ہے

۲۸۰ صفحات قیمت فی جلد عہ

ضروری اعلان

۱۔ کل خط و کتابت بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور ہونی چاہیئے۔
۲۔ اشاعت اسلام لاہور ماہواری رسالہ ہے۔ اور ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے
۳۔ اشاعت کا چندہ بنام مینیجر اشاعت عزیز منزل لاہور ارسال فرمائیں۔
۴۔ خریداران رسالہ ازراہ کرم خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیں +

مینیجر

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام امام مسجد ووکنگ

رازِ حیات یا انجیلِ عمل بلا جلد ۵ر مجلد ۱۰ر

توحید فی الاسلام۔ بلا جلد ۴ر مجلد ۵ر

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں قسم اول ۴ر قسم دوم ۱۲ر مجلد ۵ر و ۳ر

ذراتِ عالم کا مذہب ۸ر

اسلام اور علوم جدیدہ ۴ر

مطالعہ اسلام زیر طبع .. .. ..

باطنیات اسلام ״

ضرورت الہام بلا جلد ۱۲ر مجلد ۳ر

مکالمات الٰہیہ بلا جلد ۱۲ر مجلد ۴ر

براہین نیرہ حصہ اول معروف بہ زندہ و کامل الہام ۱۲ر مجلد ۳ر

ام الالسنہ معروف بہ زندہ و کامل زبان ۱۲ر مجلد ۲ر

اسوہ حسنہ۔ معروف بہ زندہ و کامل نبی قیمت ۸ر مجلد ۱۲ر

خطبات عزیزیہ بلا جلد ۱۲ر مجلد ۴ر

سلک مروارید (دس لیکچروں کا مجموعہ) بلا جلد ۸ر مجلد ۱۱ر

سیر افکار یا روحانیات فی الاسلام زیر طبع

ہستی باری تعالیٰ اسمیں عقائد ہمہ اوست پر بحث کی گئی ہے

مسیح کی الوہیت اور اسکی کامل انسانیت پر ایک نظر ۴ر

مسلم مشنری کے ولائتی لیکچر حصہ اول ۱ر

تصنیفات حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی معہ تفسیر

اسلام یعنی بنی نوع انسان کا مذہب ۵ر

تفسیر سورۃ فاتحہ ۴ر

سیرۃ خیر البشر قیمت غیر مجلد ۲ر مجلد ۱۰ر

مقام حدیث ״ ״ ״ ۹ر

جمع قرآن ۱۲ر

النبوۃ فی الاسلام مجلد ۲ر مجلد ۸ر

حدوث مادہ ۵ر

مسیح موعود مجلد ۸ر

آیت اللہ ۳ر

شناخت مامورین ۳ر

حقیقۃ المسیح ۲ر

المجتبیٰ ۴ر

مشتہرین کیلئے نادر موقع

رسالہ اشاعت اسلام اردو جو شہرہ آفاق رسالہ اسلامک ریویو مجریہ مسجد ووکنگ انگلستان انگریزی کا اردو ترجمہ ہے ہم کو اسے ہندوستانی پبلک سے معرف کرانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ یہ رسالہ بفضلہ تعالیٰ گذشتہ سات سال سے باقاعدہ وقت پر شائع ہوتا رہا ہے اور اس نے سات سال کے قلیل عرصہ میں خاصی ترقی کی ہے مسلم دنیا اس رسالہ کی خصوصیت سے خواہاں ہے اور اسکی خوبصورت جلدیں بندھوا رکھتی ہے۔ اسکی سائی نوابین امراء وکلاء فضلاء بیرسٹروں لائبریریوں طالبعلموں تک ہے ہندوستان کے علاوہ جاوا سماٹرا چین امریکہ و افریقہ تک اس کا دائرہ اشاعت پھیلا ہوا ہے مشتہر صاحبان ہمیں اشتہار دیگر امید ہے کہ ضرور فائدہ اٹھائینگے اجرت اشتہار کا نقشہ ذیل میں درج ہے ✦

انداز صفحہ	اخبار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
¼ پاؤ صفحہ	عہ/	صمہ/	لعہ ۹/	۱۵ ر
½ نصف صفحہ	للعہ	عہ ۱۰	عہ ۱۶/	۳۰ ر
پورا صفحہ	ثلے/	عہ ۲۰	۳۶	۵۰ ر

نوٹ (۱) باقی امورات خط وکتابت سے طے ہو سکتے ہیں (۲) سرورق کے صفحوں کی علیحدہ شرح ہے ✦

المشتہر۔ مینجر رسالہ اشاعت اسلام لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

دو نہایت قیمتی اور دلچسپ سوال

جو ہر خوش نصیب آدمی کو غور اور توجہ کے ساتھ حل کرنے چاہئیں

پہلا — کوئی شخص دنیا میں کامیاب اور بامراد زندگی بسر کر سکتا ہے؟

دوسرا — کیا میرا شمار بھی ایسے خوش نصیب لوگوں میں ہے؟ یا ہو سکتا ہے؟

اگر جناب کو ان دو سوالوں سے ذرا بھی دلچسپی ہے اور نہ صرف ان اصولوں سے واقف ہونا چاہتے ہیں جو دنیا کے [illegible] مرد اور اقبالمندوں کی **کامیاب زندگی** کی جڑ ہے بلکہ ساتھ ہی اپنے اندر ایک بجلی کی سی لہر پیدا کرنی چاہتے ہیں جو جناب کو کامیابی و مرادمندی کی منزل مقصود پر پہنچا سکے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ آپ کی موجودہ کاوش و محنت اور سینکڑوں ہزاروں کا صرف ذرا سی لئے ہے کہ آپ اپنے ارادہ میں کامیابی اور کمالیت حاصل کریں۔ اگر آپ اپنی زندگی کے آنیوالے سالوں کو کامیابی **عزت و ناموری اور دولت و اقبال** جیسی نعمتوں سے مالا مال بنانا چاہتے ہیں۔ تو آیئے آج اپنی عمر کے چند لمحے **"کتاب ترقی"** کے بغور مطالعہ کرنے میں ہی صرف یا ضائع کر ڈالئے۔ یہ کتاب مشاہدات کی بنا پر ایک عجیب و دلکش لہجہ میں جناب کو بتائیگی کہ **دنیا میں بڑا بن جانا** اور دولت و عزت حاصل کر لینا کسی کی میراث یا ملکیت نہیں بلکہ آدمی کے اپنے ہاتھ کے کھیل ہیں۔ اور اگر آپ بھی چاہیں تو صرف چند اصولوں پر چلکر کچھ کا کچھ بن سکتے ہیں۔ یہ نہایت محنت اور ابنائے ملک کی سچی ہمدردی سے لکھی گئی ہے ایک ایک لفظ قیمتی ہے جناب کے صدہا ساتھی ضرور اس سے فائدہ اٹھائینگے آپ بھی اپنی کامیابی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں کتاب کے ملاحظہ سے گزرنے کے بعد آپ ہم کو [illegible] دعا دینگے [?] اسکی قدر کرینگے نہایت مفید اور دلچسپ [illegible] ابواب پر مشتمل لکھائی خوشخط سلیس چھپائی عمدہ کاغذ نفیس خوبصورت جلد بھی ہے قیمت علاوہ محصولڈاک ایک روپیہ پانچ آنہ (عہ) اگر منگوانی ہو تو فوراً منگوا لیجئے ورنہ [illegible] کا انتظار کرنا پڑے۔ پتہ یہ ہے-

حافظ غلام رسول [illegible] آگرہ کامیابی ڈپو وزیرآباد پنجاب [illegible] سائز کا حوالہ ضرور دیں

اسلامیہ سٹیم پریس بیرون دروازہ لاہوری [illegible] حافظ [illegible] چھپا کر خواجہ عبدالعزیز [illegible] لاہور سے شائع کیا